نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

نوری مکھڑا نالے زلفاں کالیاں
صدقے واری جان ویکھن والیاں
ویہڑے تیرے کھیڈے رب دا لاڈلا
واہ حلیمہ تیریاں خوشحالیاں
سو گئی امت تے آقا جاگ دا
کیتیاں لجپال نے رکھوالیاں
کیہہ وگاڑے گا زمانہ اوسدا
جس دیاں آقا کرے رکھوالیاں
انشا اللہ ویکھاں گے اک دن ضرور
سبز گنبد تے سنہری جالیاں

سوالات

(محکمہ جات منصوبہ بندی و ترقیات اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور خزانہ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

محترمہ ساجدہ میر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں کیونکہ جب سپیکر بات کر رہے ہوں تو آپ مہربانی کیا کریں۔ This is not good آپ تشریف رکھیں اور مجھے بات کرنے دیں۔ جب بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ وقفہ سوالات کے دوران کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا تو مہربانی کر کے اس پر عملدرآمد کریں۔ کل میں اس وقت Chair پر نہیں تھا اور میری جگہ چیئرمین صاحب تھے لیکن اس وقت کچھ الفاظ غیر مہذب قسم کے استعمال کئے گئے تو ان الفاظ کو کارروائی کا حصہ نہ بنایا جائے۔ جی، محترمہ!

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے ایک ملازم وسیم اختر کے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں کہ اس کا علاج حکومت پنجاب کروائے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں کیونکہ میں نے اس کا notice لے لیا ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! آج آپ نے کل کے غیر مہذب الفاظ تو حذف کروائے ہیں لیکن اس دن کے غیر پارلیمانی الفاظ حذف نہیں کروائے جب ہمارے متعلق نازیبا الفاظ کہے گئے اور وہ الفاظ میڈیا پر بھی چلائے گئے۔

جناب سپیکر: جی، نہیں کبھی ایسا نہیں ہو سکتا کہ میں غیر پارلیمانی الفاظ سنوں اور انہیں حذف نہ کرواؤں۔ ہمیشہ میں نے غیر مہذب الفاظ کو کارروائی کا حصہ بنانے سے روکا ہے۔ اس حوالے سے تمام معزز ممبران اسمبلی سے درخواست ہے کہ آپ سب بہنوں اور بیٹیوں والے ہیں اس لئے ایسی باتیں جو ہماری بہنوں اور بیٹیوں سے متعلق ہوں، ایوان میں آ کر ان سے پرہیز کیا جائے اور personal attacks مناسب نہیں ہیں۔ پہلا سوال شیخ علاؤالدین صاحب کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ میرے کہنے پر آج آپ نے وسیم اختر کے متعلق مہربانی کی ہے۔ سوال نمبر4342 ہے۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آئی ٹی کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*4342: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ نے آئی ٹی کے فروغ کے لئے آج تک کیا کیا اقدامات اٹھائے ان کی مکمل تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) محکمہ نے قیام سے لے کر اب تک اندازاً کتنے لوگوں کو آئی ٹی کی تربیت دی؟

(ج) کیا محکمہ آئی ٹی کی تعلیم کو فروغ دینے والے پرائیویٹ اداروں کی سرکاری سطح پر کوئی اعانت کرتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (راناتنویر احمد ناصر):

(الف) محکمہ آئی ٹی 2001 میں بنایا گیا جبکہ پنجاب آئی ٹی بورڈ 1999 میں بنایا گیا۔ محکمہ آئی ٹی نے صوبہ پنجاب میں آئی ٹی کے فروغ کے لئے اب تک بہت سے اقدامات کئے ہیں جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ صوبہ پنجاب کی تمام حکومتی ویب سائٹس کو مرکزی جگہ پر اکٹھا کیا گیا ہے۔اس پراجیکٹ کا نام "پنجاب پورٹل" Punjab Portal ہے۔ تمام حکومتی websites ایک ہی جگہ پر کام کر رہی ہے جس سے معلومات کی ترسیل میں آسانی ہوئی ہے اور عوام الناس تمام اداروں کی کارکردگی اور معلومات ایک ہی ویب سائٹس کے ذریعے حاصل کر سکتی ہے۔ (http://www.punjab.gov.pk)

2۔ سافٹ ویئر ٹیکنالوجی پارک (STP) ایک بہت بڑا Infrastructural Project ہے جس کا مقصد تمام آئی ٹی کمپنیوں کو ایک جگہ جمع کرنا اور بیرونی سرمایہ کاری کو فروغ دینا ہے۔ STP میں بہت سی سہولیات کو ایک جگہ جمع کیا گیا ہے جس میں فائبر آپٹک، وائرلیس، وائی میکس اور VSAT ٹیکنالوجی کی سہولیات شامل ہیں ان تمام کا مقصد آئی ٹی اور آئی ٹی سروسز کو ایک چھت کے نیچے جمع کرنا ہے۔

3۔ عوام الناس کی فلاح و بہبود کے لئے بھی محکمہ آئی ٹی نے بغیر کسی امداد کے اور اپنے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے بہت ساری سکیمیں مکمل کی ہیں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1- فوڈ سپورٹ سکیم

2- Internal Displacement Funds for NWF(IDP Fund)

3- سستی روٹی سکیم Sasti Roti Scheme

4- MTMIS(موٹر ٹرانسپورٹ مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم) کے ذریعے گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس اور ڈیٹا بیس تیار کی جاتی ہیں جو کہ آئی ٹی محکمہ نے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے تعاون سے شروع کی ہے۔ یہ ایک بہت بڑا منصوبہ ہے جس کا مقصد صوبہ کی ٹریفک اور ٹرانسپورٹ سسٹم کی کارکردگی کو بہتر کرنا ہے۔ اس منصوبہ کے تحت تا حال 15 لاکھ گاڑیوں کو رجسٹر کیا جا چکا ہے اور 17 اضلاع میں بھی جلد ہی اجراء کر دیا جائے گا۔

5- محکمہ آئی ٹی اور پنجاب آئی ٹی بورڈ نے پنجاب حکومت کے بہت سارے محکموں کو کمپیوٹرائزڈ کیا ہے جن میں مندرجہ ذیل محکمے قابل ذکر ہیں۔

(i) انٹی کرپشن

(ii) زکوٰۃ و عشر

(iii) زراعت

(iv) سوشل ویلفیئر (سماجی بہبود)

(v) پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی

(vi) سپیشل برانچ پنجاب پولیس

(vii) پنجاب ہائی وے پٹرولنگ پوسٹ

اس وقت آئی ٹی پنجاب میں آئی ٹی پالیسی کے فروغ کے لئے عالمی بنک کے تعاون سے اقدامات کر رہا ہے۔

(ب) محکمہ آئی ٹی نے قیام سے اب تک 40,000 سے زائد لوگوں کو آئی ٹی کے مختلف شعبہ جات میں تربیت فراہم کی ہے۔

1- (Basic IT Training)

2- (Advanced IT Skills)

3- (Learning Facilities)

مختلف نجی و سرکاری اداروں کے افراد کو اس سلسلے میں تربیت فراہم کی گئی۔

(ج) اس وقت محکمہ ہذا کا کوئی اس طرح کا پراجیکٹ کام نہیں کر رہا ہے۔

شیخ علاؤالدین: اس سوال کے جز چار میں "موٹر ٹرانسپورٹ مینجمنٹ انفارمیشن سسٹم کے ذریعے گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس اور ڈیٹا بیس تیار کی جاتی ہیں" جو کہ آئی ٹی محکمہ نے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے تعاون سے شروع کی ہے۔ میرا پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے سوال یہ ہے کہ کتنے عرصہ سے کتنے لاکھ کمپیوٹرائزڈ پلیٹس نہیں دی گئیں؟ میرے پاس figures موجود ہیں کہ کتنی گاڑیاں اس وقت پنجاب میں بغیر نمبر پلیٹس کے چل رہی ہیں جن کی فیس لی جا چکی ہے اور کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس نہیں دی گئیں۔ مقصد یہ تھا کہ چوری کی گاڑیاں بغیر کسٹم ڈیوٹی ادا کی گئی گاڑیوں یا جرائم پیشہ گاڑیوں کو پکڑا جاتا، کیا اس میں محکمہ کامیاب ہوا ہے اور اس وقت محکمہ میں کتنے لاکھ نمبر پلیٹس due ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! پی اینڈ ڈی والوں نے تو اس سسٹم کو لاگو کر کے محکمہ ایکسائز کے حوالے کر دیا ہے اور تمام اضلاع میں یہ سسٹم رائج ہے۔ شیخ صاحب کے سوال کا proper جواب ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن والے دے سکتے ہیں کہ اس وقت تک انہوں نے کتنی گاڑیوں کو نمبر پلیٹس جاری کیں اور کتنی گاڑیوں کو نہیں کیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ ان کا جواب دیکھ لیں کہ کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس انہوں نے دینی ہیں جس کی ایک ہزار روپے فی نمبر پلیٹ فیس لی جا رہی ہے اور میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ نومبر 2011 کے بعد ایک بھی نمبر پلیٹ نہیں دی گئی بلکہ جعلی نمبر پلیٹوں پر گاڑیاں چل رہی ہیں۔ پھر اس محکمہ کا کیا فائدہ ہوا کیونکہ اس محکمہ نے بغیر کسٹم ڈیوٹی ادا کی ہوئی، چوری اور جرائم میں استعمال ہونے والی گاڑیاں پکڑنی تھیں لیکن ان کا یہ مکمل طور پر یہاں failure ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! جواب میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ ایم ٹی ایم آئی سسٹم کے ذریعے گاڑیوں کی کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس جو تھیں اور ڈیٹا بیس جو تیار کیا جاتا ہے جو کہ آئی ٹی محکمہ نے محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے تعاون سے شروع کیا ہے اور اس وقت اس کا موجودہ status ہے تو ہم نے یہ سسٹم concern محکمہ یعنی ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے حوالے کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس کا جواب خود پڑھ لیں اور مجھے جوار دو سمجھ آتی ہے کہ کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹس اور ڈیٹا بیس تیار کی جاتی ہیں اور کہیں نہیں لکھا کہ ایکسائز والوں نے تیار کرنی ہیں یا تو یہاں لکھتے کہ ہم سے یہ concern نہیں ہیں اور ہم میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن سے request کرتے۔ میں ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ نومبر 2011 کے بعد سے کوئی نمبر پلیٹس نہیں دی گئی اور دوبا کے چوری کی گاڑیاں جعلی نمبر پلیٹوں پر چل رہی ہیں اور یہ complete failure ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! اس کا جواب 29۔جنوری 2010 کو آیا تھا۔ اس کے بعد محکمہ نے ان کے حوالے کر دیا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ یہ اور غلط ہے کہ یہ update نہیں ہے۔ آپ ہی کی ruling ہے کہ کل تک کا جواب update ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میں انہیں تفصیل دے دوں گا۔

جناب سپیکر: میں نے تمام وزرا اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان کو ہمیشہ کہا ہے کہ آج تک کی جو بھی latest position ہو، بتائیں گے اور یہ آپ کی ذمہ داری ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی بڑی مہربانی ہے، میں یہاں پر ایک اور بات add کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں فوڈ سپورٹ اور سستی روٹی کا بھی ذکر ہے۔ آپ خود فیصلہ کر لیں کہ ان دونوں چیزوں میں جو پیسا کھایا گیا، اس ڈیپارٹمنٹ کی ڈیوٹی تھی، تو کیا انہوں نے internal audit میں اس کو پکڑا ہے اور اس کو internal audit میں پکڑنا چاہئے تھا کہ یہ پیسا کہاں گیا؟ آپ نے اس کو pending فرمایا ہے تو اب میں کل اس پر مزید گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! دیکھ لیں آپ کے سامنے پھر حکومتی نالائقی آ گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی مہربانی آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! حکومت کا بندہ ہو کر نشاندہی کر رہا ہے۔ سستی روٹی کے تحت تنوروں میں پیسا جھونکا جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بڑی نالائق حکومت ہے، پنجاب حکومت کی نالائقی نظر آ گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، ماشاءاللہ آپ بہت لائق ہیں؟ پنجاب حکومت بہت لائق ہے آپ ایسی بات نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ جواب دیں کہ سستی روٹی اور تنوروں پر اربوں روپیہ کیوں اڑا دیا ہے؟۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! On her behalf.

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس کو pending نہ کریں بلکہ اس پر بحث کروائیں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس پر بحث ہونی چاہئے کہ اربوں روپیہ کدھر جھونکا گیا ہے؟ سستی روٹی پہ، تنوروں پہ اس کا جواب پنجاب حکومت دے، اس کا audit ہونا چاہئے اور اس پر بحث ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر: جس نے کھایا ہو گا وہ جواب دے گا۔ مجھے سوال کا جواب لینے دیں اور آگے چلنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ Custodian of the House ہیں، آپ محترم ہیں، آپ اس پر بحث کروائیں۔ ایک معزز ممبر نے سوال اٹھایا ہے، آپ order کریں کہ محکمہ اس کا جواب دے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ضرور جواب لیں گے۔ میں نے کہہ دیا ہے، میں نے order کر دیا ہے، کل ان سے جواب لیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس کا انہوں نے جواب ہی نہیں دیا۔ پنجاب حکومت کے خزانہ پر اربوں روپے کا بوجھ ڈالا گیا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! خزانہ پر بوجھ ڈالا گیا، خزانہ میں سے یہ پیسا کون کھا گیا؟

جناب سپیکر: جس نے کرپشن کی ہو گی وہ سامنے آ جائے گی، پتا چل جائے گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! تنوروں پر اربوں روپیہ جھونکا گیا، کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور کوئی audit کرنے والا نہیں ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ سامیہ امجد صاحبہ! آپ اگلے سوال کا نمبر بولیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! ان کو سستی روٹی بڑی چبھ رہی ہے کہ غریب کے بچے نے وہ روٹی کھائی ہے۔ یہ جو اربوں روپے پنجاب بنک سے لوٹ کر کھا گئے وہ ان کو نظر نہیں آتا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں. Order please. Order in the House

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ مان گئے ہیں کہ انہوں نے بھی تنوروں اور سستی روٹی میں کھا لیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ مذاق نہیں ہے، آپ یہ مذاق نہ کیا کریں۔ آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! یہ بڑا important issue raise ہوا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، مجھے سوال کا جواب لینے دیں۔ مجھے آگے چلنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس پر ایوان میں بحث کی جائے کہ اربوں روپیہ سستی روٹی اور تنوروں میں جھونکا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، فوٹو وغیرہ ہو گئی ہے، اب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی بڑی مہربانی، مجھے آگے چلنے دیں۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحبہ کا مائیک کھولیں۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس پر ایوان میں بحث کروائیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 7997 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سالانہ اے ڈی پی کی رقم کی ایڈوانس متعلقہ محکمہ جات کو بھجوانے کی تفصیلات

*7997: چوہدری عامر سلطان چیمہ: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سالانہ اے ڈی پی کی رقم کی ایڈوانس ہر سال یکم جولائی سے متعلقہ محکمہ کو جاری کر دی جاتی ہے؟

(ب) سال 11-2010 کی اے ڈی پی کی ایڈوانس کب جاری کی گئی مزید براں یہ بتایا جائے کہ اے ڈی پی میں جنرل سیریل نمبر 1825، 1826، 1827، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843 میں درج اس سال کے فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں اگر نہیں تو مکمل تفصیل اور وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل منظور شدہ ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص کردہ فنڈز متعلقہ محکموں کو مالی سال کے شروع میں عمومی طور پر جاری کر دیئے جاتے ہیں جبکہ غیر منظور شدہ ترقیاتی سکیموں اور مبہم سکیموں (Blocked Allocation) کے فنڈز جاری نہیں کئے جاتے۔ ایسی سکیموں کے فنڈز مجاز اتھارٹی کی منظوری اور ضابطہ کی کارروائی کے بعد جاری کئے جاتے ہیں۔

مگر یہاں یہ بات گوش گزار کرنا بھی انتہائی ضروری ہے کہ رواں مالی سال 11-2010 کے شروع میں آنے والے سیلاب کی وجہ سے صوبے کو وسیع پیمانے پر جانی و مالی نقصانات اٹھانے پڑے۔ ان حالات میں ترقیاتی سکیموں کے لئے مختص فنڈز کے اجراء کے ساتھ ساتھ متاثرہ علاقوں کی بحالی بھی حکومت کو اولین ترجیح تھی جس کے لئے بے پناہ وسائل کی ضرورت

پڑی۔ چنانچہ حکومت نے فیصلہ کیا کہ رواں مالی سال میں ترقیاتی سکیموں کے مختص کردہ فنڈز سہ ماہی بنیادوں پر جاری کئے جائیں۔ اس فیصلے کی روشنی میں محکمہ پی اینڈ ڈی کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے ماہ اگست 2010 میں پہلی سہ ماہی کی قسط جاری کی گئی اس طرح دوسری قسط ماہ نومبر 2010 میں جاری کی گئی جبکہ تیسری اور چوتھی قسط مشترکہ طور پر ماہ جنوری 2011 میں جاری کر دی گئی ہے۔

(ب) مالی سال 11۔2010 میں ترقیاتی سکیم نمبر 1825، 1826، 1839، 1841، 1840، 1842، اور 1843 کے فنڈز محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کی ہدایت کے مطابق جاری کر دیئے گئے ہیں جبکہ سکیم نمبر 1827 کے لئے محکمہ پلاننگ نے فنڈز جاری کرنے کی کوئی ہدایت جاری نہیں کی۔ جاری شدہ فنڈز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں یہ پوچھا گیا تھا کہ اے ڈی پی میں جنرل سیریل نمبر 1825، 1826، 1827، 1839، 1840، 1841، 1842، 1843 میں درج اس سال کے فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں اگر نہیں تو مکمل تفصیل اور وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟ اگر اس کا تتمہ پڑھا جائے تو جہاں پر یہ ساری کی ساری سکیموں کی allocation ہوئی ہے وہاں پر سکیم نمبر 1827 جس میں Lahore-construction and rehabilitation of 12 feet wide Sargodha Road from Chak 87 etc اس سکیم کے آگے جو فنڈز کی allocation ہوئی ہے وہ سارا blank ہے اور کوئی وجہ نہیں بیان کی گئی کہ یہ فنڈز کیوں allocate نہیں کئے گئے تھے۔ میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ سکیم نمبر 1827 کے پیسے کیوں allocate نہیں کئے گئے، کیا اس کے لئے کوئی خاص وجہ ہے، اس کی وجوہات بیان کریں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ جو سکیم نمبر 1827 ہے اس میں funding کا طریق کار اس طرح ہے کہ محکمہ پی اینڈ ڈی کی advice پر محکمہ خزانہ فنڈز release کرتا ہے۔ اس سکیم کی approval and advice محکمہ پی اینڈ ڈی کی طرف سے نہیں آئی جس کی وجہ سے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اس کے فنڈز release نہیں کئے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ تو اس سوال سے ظاہر ہے جو انہوں نے فرمایا۔ میں یہ پوچھ رہی ہوں اور ہم نے سوال میں بھی already پوچھا ہے کہ اگر فنڈز جاری نہیں کئے گئے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، محکمہ پی اینڈ ڈی جواب دے گا۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ محکمہ نے approve نہیں کیا، یہ تو کوئی وجہ نہ ہوئی۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس کا جواب محکمہ پی اینڈ ڈی دے گا۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ funds release کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات تو میں نے سن لی ہے۔ میں محکمہ پی اینڈ ڈی کا جواب مانگ رہا ہوں۔ محکمہ پی اینڈ ڈی کی طرف سے جواب آئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! اس میں کوئی نہ کوئی سقم ہو گا جس کی وجہ سے یہ منصوبہ مکمل نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر: یہ پوچھ رہے ہیں کہ پی اینڈ ڈی نے آگے اس پر کیا کیا، کیا آگے اس میں کوئی رکاوٹ ڈالی کیونکہ یہ سکیم محکمہ خزانہ کو تو گئی ہی نہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ پی اینڈ ڈی نے اس پر کیا کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ یہ question ہمیں mark نہیں ہوا تھا، یہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کو mark ہوا تھا۔

جناب سپیکر: جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! یہ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی حد تک fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میں پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ والوں سے پوچھ رہا ہوں۔ پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کون جواب دے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے میں جواب دے رہا ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: بھائی! ذرا مجھے سن لینے دیں۔ جی، آپ مجھے بتائیں، میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ سکیم نمبر 1827 کا پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ نے کیا کیا، اس کو drop کر دیا، کیا ہوا اور کیا نہیں ہوا کیونکہ محکمہ خزانہ کو تو یہ سکیم forward ہی نہیں ہوئی ہے تو آپ بتائیں پھر ہم اس کا کیا کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: چلیں! اس کا بھی پتا کر لیں اور پھر کل بتائیں۔ آپ کی مہربانی۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری بات سن لیجئے۔

جناب سپیکر: میں نے اس پر بات ختم کر دی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ آپ انہیں کہیں کہ صفحہ نمبر 2 پر جو سوال ہے وہ ذرا پڑھ دیں کیونکہ تب انہیں پتا چل جائے گا کہ یہ fresh question ہے یا اسی سوال کا جواب نہیں آیا۔ مہربانی یہ مجھے اس کو ذرا پڑھ کر سنائیں؟

جناب سپیکر: جی، تھوڑی آپ بھی نرمی اختیار کریں۔ میں نے انہیں کل کے لئے کہا ہے، وہ کل اس کا مکمل جواب لے کر آئیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بولیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا point اس سوال کے بارے میں نہیں ہو گا کیونکہ میں نے کہہ دیا کہ وہ کل اس کا مکمل جواب لے کر آئیں گے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس پر حکومت کی embarrassment نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، اس پر بات نہیں ہو گی، بس اب آپ اس کو چھوڑیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسے نہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میں ذمہ داری سے بات کروں گا جس سے حکومت کی embarrassment نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: میں اس سے متعلق ruling دے چکا ہوں۔ بھائی! اب اس پر بات نہیں ہو گی، یہ مناسب نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! اس سے آپ کی embarrassment نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: آپ مجھے کیا embarrassment کریں گے؟ مجھے embarrassment کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ بڑے افسوس کی بات ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ایک valid point کی طرف ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: دیکھ لیں آپ کی مرضی ہے، ایک سوال پر جب ruling آ چکی ہے اور بعد میں آپ مجھے پھر کہہ رہے ہیں کہ آپ اس پر مجھے بات کرنے دیں تو میں افسوس ہی کر سکتا ہوں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔ (قطع کلامیاں)

آپ بول لیں جو بولنا چاہتے ہیں، irrelevant ہوں گے تو میں بات نہیں سنوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اگر irrelevant ہو تو expunge کر دیجئے گا۔

جناب سپیکر: جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ آپ ہمیشہ شفقت فرماتے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ایسے شفقت نہیں فرماتا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! اس سوال کے بارے میں میرا یہ point ہے اور ہماری general observation ہے کہ پی اینڈ ڈی نے Annual Development Programme میں سوائے اپنی تنخواہوں کے emoluments اور اخراجات کے جو کہ non developmental ہیں باقی جتنے فنڈز اگر allocate کئے ہیں تو release نہیں کئے اور بہت ساری جگہوں پر جس طرح ان questions میں بھی ہے کہ funds allocation کے بعد فنڈز کو release نہیں کیا اور اگر وہ سکیم execute نہیں ہوتی، ان کا سارے کا سارا فنڈ پلاننگ ہے جس پر عمل نہیں ہونا ہوتا اور باقی جتنے فنڈ ہیں انہوں نے block allocation میں رکھ دیئے ہیں تاکہ سی ایم

صاحب ہی یہ سر دردی لیں تو میری تجویز ہے اور میرا سوال بھی ہے کہ کیوں نہ پی اینڈ ڈی کو ختم کر دیا جائے اور پی اینڈ ڈی کا ایک سیکشن 7۔کلب روڈ پر شفٹ کر دیا جائے جہاں پر سی ایم صاحب بیٹھ کر تمام پلاننگ کریں اور تمام execute schemes کریں۔ ہمیں اس کا جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی، شیخ علاؤالدین صاحب! اگلا سوال آپ کا ہے۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

شیخ علاؤالدین: جی، میں عرض کرتا ہوں۔ سوال نمبر 4351 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

آئی ٹی ہیڈ آفس میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4351: شیخ علاؤالدین: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ آئی ٹی کا ہیڈ آفس کہاں پر واقع ہے؟

(ب) ہیڈ آفس میں کتنے ملازمین ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں؟

(ج) 2008-09 میں محکمہ کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا؟

(د) مذکورہ سال کے بجٹ میں کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں و دیگر اخراجات اور کتنے فنڈز ترقیاتی کاموں اور آئی ٹی کے فروغ کے لئے لگائے گئے، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر):

(الف) محکمہ آئی ٹی کا ہیڈ آفس 2nd اور 3rd فلور 3 بلڈنگ ایوان اقبال کمپلیکس ایجرٹن روڈ پر واقع ہے۔

(ب) ہیڈ آفس میں 39 ملازمین ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں۔

(ج) 2008-09 میں محکمہ کے لئے مختص کئے گئے بجٹ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

غیر ترقیاتی بجٹ	34,760,000/۔روپے
ترقیاتی بجٹ	204,086,000/۔روپے
ٹوٹل بجٹ	238,846,000/۔روپے

(د) مذکورہ سال کے بجٹ میں ملازمین کی تنخواہوں ودیگر اخراجات کے لئے۔/52,608,000 روپے کے فنڈز لگائے گئے ہیں ترقیاتی کاموں اور آئی ٹی کے فروغ کے لئے۔/130,505,000 روپے کے فنڈز لگائے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ Financial Year 2008-09 میں تقریباً24 کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا کیونکہ یہ ایک طرح کا کمرشل ادارہ ہے اور یہ دوسروں کو سپورٹ دے رہا ہے تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس کی بیلنس شیٹ منافع میں ہے، کیا یہ محکمہ اس وقت profit میں ہے؟ اس وقت تک پچھلے تین مالی سال گزرے ہیں، یہ profit کون سے Financial Year میں آیا ہے اور اس کے اب تک کے current expenditures کتنے ہیں؟ یہاں پر 2008-09 کے دیئے گئے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کا ٹوٹل بجٹ تقریباً 23 کروڑ 88 لاکھ 46 ہزار روپے تھا۔ یہ خرچ نہیں کیا گیا اس میں تنخواہوں کی مد میں اور دیگر اخراجات کے سلسلے میں 5 کروڑ 26 لاکھ روپے خرچ کئے گئے اور ترقیاتی کاموں اور آئی ٹی کے فروغ کے لئے 13 کروڑ 5 لاکھ روپے خرچ کئے گئے تھے۔ اب جہاں تک ضمنی سوال کا تعلق ہے تو اس وقت آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ میں پبلک کی سہولت کے لئے کافی ڈویلپمنٹ کی گئی ہے اور بہت ساری international level کی کمپنیوں نے بھی ارفع کریم سافٹ وئیر ٹیکنالوجی پارک میں اپنا ہیڈ آفس قائم کیا ہے، وہاں پر اپنے آفسز کھولے ہیں اور ہمارے ساتھ agreement کیا ہے ان کی سالانہ انکم 25 کروڑ روپے کے قریب ہے جس میں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ جو سوال پوچھ رہے ہیں اس کا جواب دیں۔ کیا یہ منافع میں جا رہا ہے؟

(نعرہ ہائے تحسین)

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! جو آئی ٹی کا محکمہ ہے وہ جنوری 2011 سے ختم ہو چکا ہو۔ اس کے جو تمام اثاثہ جات اور جو matters تھے وہ محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیاتی بورڈ کے حوالے ہو چکے ہوئے ہیں لیکن اس کی بیلنس شیٹ کوئی نہیں بنتی اس لئے منافع کے حوالے سے اس وقت کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: اب آپ ان کا اگلا ضمنی سوال سُنیں۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے بالکل بجا کہا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: .Order please, order in the House اگر آپ نے گپ شپ لگانی ہے تو لابی میں چلے جائیں۔ مہربانی فرمائیں یہ بات مناسب نہیں ہے۔ اتنی اہم بات ہو رہی ہے اور آپ گپ شپ لگانا شروع ہو جاتے ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ کہا کہ 18 کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں وہ تو لکھا ہوا ہے۔ میں اور آپ سمجھ گئے ہیں کہ 6 کروڑ روپیہ surplus budget میں چلا گیا۔ میرا بڑا simple سوال ہے کہ پچھلے تین Financial Years گزرے ہیں انہوں نے اتنا کچھ کیا۔ میں تو یہ سُن کر حیران ہوں کہ یہ کہتے ہیں کہ بیلنس شیٹ ہی نہیں ہے۔ ڈیبٹ کریڈٹ ہوتا ہے، بیلنس شیٹ لازمی بنتی ہو گی۔ بتانے میں کیا حرج ہے؟ ایوان کو بتا دیا جائے کہ اگر یہ محکمہ ٹرانسفر ہوا ہے ابھی یہ فرما رہے تھے کہ جنوری 2011 میں اس کو کسی محکمہ میں merge کر دیا تو پھر بھی اس کا debt بتایا جائے کہ as on merging date کیا debt تھا، debt تھا یا profit تھا۔ بیلنس شیٹ بتائیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میں پھر یہی عرض کروں گا کہ اس کی بیلنس شیٹ نہیں بنتی اس سلسلہ میں یہ profit میں جاتا ہے اور نہ ہی۔۔۔

جناب سپیکر: کیا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! اس کی بیلنس شیٹ نہیں بنتی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! محکمہ چل ہی نہیں سکتا بیلنس شیٹ کے بغیر۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! ان کو پہلے ریہرسل کروا کر لایا کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان کو پتا ہی نہیں ہے اس بات کا، ان کو تیاری کروا کر لایا کریں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ ایوان کا ٹائم ضائع کر رہے ہیں۔ ان کو اتنا بھی نہیں پتا۔

جناب سپیکر:تنویر صاحب!آپ یہ confirm کر لیں۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر! یہ ایوان کا مذاق اُڑا رہے ہیں اور غلط جواب دے کر مقدس ایوان کا وقت ضائع کر رہے ہیں۔(شور وغل)

MR SPEAKER: Order please, order please. Order in the House.

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر !اگر جواب نہیں آتا تھا تو کوئی اور وجہ بتا دیتے، جھوٹ تو نہ بولتے۔

جناب سپیکر:آپ تشریف رکھیں۔یہ بات اچھی نہیں لگتی آپ بغیر اجازت کے بولتے ہیں، میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر)::جناب سپیکر !میں اس کی مزید detail لے لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،اس کی detail لے کر بتائیں۔

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!اب یہ مسکرا کر ایوان کو مذاق اُڑا رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد):جواب دینا حکومت کی ذمہ داری ہے اور انہوں نے صحیح جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: بھائی کیا کر رہے ہیں آپ ؟

میجر (ریٹائرڈ)ذوالفقار علی گوندل:جناب سپیکر!انہوں نے اسمبلی کو مذاق بنایا ہوا ہے۔

وزیر مذہبی امور واوقاف (حاجی احسان الدین قریشی):آپ خاموش رہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر):جناب سپیکر !میں اس کی تفصیل لے کر ایوان کو آگاہ کر دوں گا۔(شور وغل)

جناب سپیکر: یہ ابھی بتائیں۔Order please۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر):جناب سپیکر!میں عرض کرتا ہوں کہ ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے سیاحت (رانا محمد ارشد): جناب سپیکر! آپ اپوزیشن کو ٹائم دے رہے ہیں اور ہماری بات نہیں سُن رہے۔

جناب سپیکر: جی، ان کی بھی سُننی پڑتی ہے جو بات جائز ہو وہ دونوں اطراف سے سننی پڑتی ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ زبانی بتائیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ جن کا سوال ہے ذرا ان کو مطمئن کرنے دیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان سے کہیں کہ ہنسنا کھیلنا بند کریں اور میرے سوال کا جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ان کو میرا جواب سکون سے سننا چاہئے اور ان کو ایوان کے decorum کا خیال رکھنا چاہئے۔ یہ حکومتی محکمہ تھا اور اس کا کوئی debt یا قرضہ نہیں ہے اور جو بیلنس شیٹ ہے وہ کمرشل اداروں کی بنتی ہے حکومتی اخراجات بجٹ کا حصہ ہوتے ہیں یہ کمرشل ادارہ نہیں تھا۔

جناب سپیکر: اچھا کمرشل نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بغیر بیلنس شیٹ کے چل رہا ہے تو پھر اس کو پیسا کیسے مل رہا ہے، کس indent کے تحت اس کو پیسا issue ہو رہا ہے؟ ہر محکمہ اپنی ڈیمانڈ بھیجتا ہے اور اس ڈیمانڈ کے تحت ہم یہاں بجٹ پاس کرتے ہیں یہ ایک نئی بات ہے کہ اس کی کوئی بیلنس شیٹ ہی نہیں بنتی۔ میں اس کا ایک حل بتاتا ہوں کہ مجھے ان کی پچھلے تین سال کی آڈٹ رپورٹ دے دیں یا ایوان کو دے دیں تاکہ ہم اس کی بہتری کی کوئی بات بتا سکیں جس سے حکومت کو فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر: جی، suggestion آیا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بھی سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے معزز ممبر نے ابھی بتایا کہ ارفع کریم ٹاور میں آفس ہے اور وہاں پر بہت کام ہو رہا ہے تو میں ان سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ کس چیز کا آفس ہے، کیا یہ وہی

ارفع ٹاور ہے جو پرویز الہیٰ صاحب کے دور میں شروع ہوا تھا اور اس کو روک دیا گیا تھا اور پھر انہوں نے ایک ارب روپیہ خمیازہ بھگتا چائنا کی کمپنی سے اور پھر انہوں نے 35 کروڑ روپیہ قسط دے کر کام شروع کروایا ہے؟

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال پر بات کریں، تقریر نہ کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: مجھے بتایا جائے کہ اس آفس میں کیا ہو رہا ہے، ارفع کریم ٹاور جو بنا ہے اس میں کیا کر رہے ہیں اور وہ کون سا آفس ہے؟

جناب سپیکر: جی، آپ بیٹھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! یہ تو ارفع کریم ٹیکنالوجی پارک ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ اس کا پرویز الہیٰ دور سے کوئی تعلق ہے یا نہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! ان کو پتا ہی نہیں ہے کہ یہ پراجیکٹ کب بنا تھا، یہ کیسے پارلیمانی سیکرٹری ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! ان کا ضمنی سوال ہے کیا، یہ تقریر کر رہی ہیں، ان کا ضمنی سوال کیا ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: ان کی بھی بات سنیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! ان کا ضمنی سوال کیا ہے مجھے نہیں پتا چل رہا؟

جناب سپیکر: جی، وہ پوچھ رہی ہیں کہ ارفع کریم آئی ٹی ٹاور کیا ہے اور اس دفتر میں اب تک کیا کام ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! اس دفتر میں مختلف محکمہ جات کو facilitate کرنے کے لئے بہت کام ہوا ہے۔ میرے پاس اس کی پوری تفصیل ہے جس میں۔۔۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: ان سے کہیں زبانی بتائیں۔

جناب سپیکر: تھوڑا سا زبانی بتا دیں، مہربانی کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! PITB والوں نے اس پر کام کیا ہے میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں Punjab Laws Portal بنایا گیا ہے اس کی ویب سائٹ ہے جس میں latest laws سے consult کیا جا سکتا ہے اسی طرح Punjab Blood Line اور Punjab Health Line کو بھی on-line کیا گیا ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! وقفہ سوالات سے پہلے آپ ان کی کلاس لیا کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): اس کے علاوہ ان کا جو سب سے بڑا پراجیکٹ ماڈل پولیس سٹیشن ہوگا جس میں عوام کی جتنی شکایات ہوں گی وہ on-line درج ہو سکیں گی اور اس کا پورا ایک net head office ہوگا۔۔۔

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): اس کی باقاعدگی سے supervision ہوگی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! یہ سیدھی بات نہیں کرتے کہ وزیراعلیٰ کا دسواں کیمپ آفس وہاں پر بنایا گیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ محترمہ رعنا رضوی صاحبہ!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! On her behalf سوال نمبر 8597 ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو تشریف رکھتی ہیں۔ محترمہ رعنا رضوی صاحبہ! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔ Order in the House.

محترمہ رعنا رضوی: سوال نمبر 8597 ہے اس کو پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب ڈویلپمنٹ فنڈ کروڑ پتی سکیم میں بے قاعدگیوں کی تفصیلات

*8597: محترمہ رعنا رضوی: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 2004 میں پنجاب ڈویلپمنٹ فنڈ کروڑ پتی سکیم جاری کی تھی اور اس کا اکاؤنٹ پنجاب بنک میں رکھا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کی نگرانی ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور سیکرٹری فنانس کر رہے تھے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کی ٹکٹوں کی چھپائی اور اشتہارات میں کرپشن سامنے آئی تھی جس پر وزیر اعلیٰ نے انکوائری بھی کروائی تھی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کرپشن کی نشاندہی کرنے والے افراد کا محاسبہ کیا جا رہا ہے اور کرپشن کرنے والوں پر سرکاری دست شفقت رکھا جا رہا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سکیم سے کتنی آمدن ہوئی کتنی رقم خرچ ہوئی، کتنا منافع ہوا، منافع کہاں خرچ ہوا، کرپشن میں کون کون لوگ شامل تھے، انکوائری آفیسر کا نام، عہدہ اور انکوائری رپورٹ سے حکومت ایوان کو آگاہ کرنے کو تیار ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) جی ہاں! پنجاب حکومت نے اپنے مراسلہ نمبری No.PS/FS/19-3/797/2004 مورخہ 22-03-2004 کے تحت پنجاب ڈویلپمنٹ فنڈ سکیم جاری کی تھی۔ کاپی تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کا بنک اکاؤنٹ بنک آف پنجاب میں ہی رکھا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ مذکورہ سکیم کی نگرانی ایڈیشنل چیف سیکرٹری اور سیکرٹری فنانس کر رہے تھے حکومت پنجاب نے بذریعہ نوٹیفکیشن مورخہ 22۔مارچ 2004 بنک آف پنجاب کو پنجاب ڈویلپمنٹ فنڈ کا فنڈ مینجر اور سول (Sole) بنکر مقرر کیا تھا لہذا یہ سکیم بنک آف پنجاب کی نگرانی میں تھی اور اس سکیم کا اکاؤنٹ صرف بنک آف پنجاب میں operative تھا۔ کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سکیم کی ٹکٹوں کی چھپائی میں کرپشن کی بابت محکمہ خزانہ لاعلم ہے البتہ اشتہارات کی ڈبل ادائیگی کے سلسلہ میں انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ پنجاب ایک انکوائری کر رہا تھا جس کی رپورٹ محکمہ خزانہ میں موصول نہیں ہوئی۔

(د) مذکورہ ضمن میں محکمہ خزانہ کے پاس کوئی ایسی اطلاعات نہیں ہیں لہذا محکمہ خزانہ اس کی تصدیق یا تردید کرنے سے قاصر ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب نے اس سکیم میں پچاس ملین روپے کی سرمایہ کاری کی تھی۔ پنجاب نے اصل زر کے علاوہ 31,981,423 روپے خالص منافع کمایا۔ سکیم کے چاروں راؤنڈز میں کل 356,081,415 روپے خرچ ہوئے۔ منافع کی رقم کسی خاص سکیم میں خرچ نہیں ہوئی بلکہ یہ رقم خزانہ میں جمع کر دی گئی۔ چالان فارموں کی کاپیاں تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ حکومت پنجاب نے اپنے مراسلہ مورخہ 16-03-2006 کے تحت یہ سکیم ختم کر دی۔ کا پی تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ بعد ازاں حکومت پنجاب نے M/s Ford Rhodes Sidat Hyder & Co Chartered Accountants سے اس سکیم کا آڈٹ کروایا جس کی کاپی تتمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جہاں تک مبینہ بدعنوانی میں مختلف افراد کے ملوث ہونے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں محکمہ خزانہ کے پاس کوئی ایسی معلومات نہیں ہیں لہذا انکوائری آفیسر کے نام، عہدہ اور انکوائری رپورٹ سے متعلق معلومات کے لئے انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ پنجاب، لاہور اور محکمہ انفارمیشن سے رجوع کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ رعنا رضوی: جناب والا! میں سوال کے جواب سے مطمئن ہوں اس لئے میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! میرا اس پر ضمنی سوال ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! یہ کروڑ پتی سکیم ہے اس پر مجھے ضمنی سوال کرنے دیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ ڈار صاحبہ!

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: شکریہ۔ جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 30۔ جون کو جو پنجاب بنک کی closing ہوئی تھی وزیر موصوف یہ بتائیں کہ اس میں عوام کو کتنا منافع دیا گیا، اس کی رقم بتا دی جائے اور اگر نہیں دیا گیا تو پھر یہ منافع کہاں گیا؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! یہ پرویز الٰہی صاحب کے دور کی کروڑ پتی سکیم کے بارے میں سوال ہے محترمہ مجھ سے پنجاب بنک کے بارے میں ضمنی سوال کر رہی ہیں۔

محترمہ رفعت سلطانہ ڈار: جناب والا! اگر میں نے پنجاب بنک کے بارے میں سوال کیا ہے تو کیا کوئی غلط بات کر دی ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، گوندل صاحب!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب والا! صفحہ پانچ پر جز (ج) میں سوال ہے کہ سکیم کی ٹکٹوں کی چھپائی میں کرپشن کی بابت محکمہ خزانہ لاعلم ہے البتہ اشتہارات کی ڈبل ادائیگی کے سلسلہ میں انٹی کرپشن اسٹیبلشمنٹ پنجاب ایک انکوائری کر رہا تھا جس کی رپورٹ محکمہ خزانہ میں موصول نہیں ہوئی۔ آج سے دو تین سال پہلے اشتہاروں کی ڈبل ادائیگی کی گئی اس کو شاید یہ کرپشن نہیں سمجھتے، اس کرپشن کی محکمہ انٹی کرپشن نے جو انکوائری کی تھی، کیا محکمہ انٹی کرپشن صوبہ خیبر پختونخواہ کا ہے یا پنجاب گورنمنٹ کا حصہ ہے؟ کیونکہ جواب میں ایک سال کے بعد بتایا جا رہا ہے کہ حکومت پنجاب اس سے لاعلم ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا محکموں کے اندر coordination نہیں ہے، کیا پنجاب اسمبلی کا ایوان جو ایک مقدس ایوان ہے اس کو اتنا lightly لیا جاتا ہے---

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف محکمہ انٹی کرپشن سے بات کر کے اس مقدس ایوان کو کل تک آگاہ کر سکیں گے کہ اشتہارات کی ڈبل ادائیگی میں جو کرپشن کی گئی ہے اس کا outcome کیا ہے اور جو لوگ اس کرپشن میں ملوث ہیں ان کے خلاف کیا تادیبی کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! اس سکیم میں جو کرپشن سامنے آئی تھی اس کی وجہ double entries ہو گئی تھیں۔ میڈ اس پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی کے حوالے سے انکوائری ہو رہی تھی، محکمہ انٹی کرپشن کے علاوہ ہمارا محکمہ انفارمیشن اس کو deal کر رہا تھا، یہ معاملہ محکمہ خزانہ سے related

نہیں ہے مگر جس طرح معزز ممبر فرمارہے ہیں میں ان دونوں محکموں سے اس کی تفصیل لے کر کل تک معزز ایوان کو بتادوں گا۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! جیسا کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کی رپورٹ ابھی لینی ہے، میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس معاملے کو آٹھ سال گزر چکے ہیں۔ آپ وزیر موصوف سے کہیں وہ اس سوال کا جز (ج) پڑھ دیں۔ انہوں نے آخری لائن میں لکھا ہوا ہے کہ ۔۔

جناب سپیکر: انہوں نے پڑھا ہوا ہے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! اس میں لکھا ہوا ہے کہ رپورٹ محکمہ خزانہ میں وصول نہیں ہوئی ہے۔ آٹھ سال گزر چکے ہیں لیکن رپورٹ ابھی تک موصول نہیں ہوئی۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کیا اب یہ کل تک ان سے رپورٹ لے لیں گے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب والا! میں معزز ممبر کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ سکیم پچھلی گورنمنٹ کی طرف سے شروع کی گئی تھی 2004 میں یہ سکیم launch کی گئی تھی اور اس میں جو بے ضابطگیاں ہوئی تھیں جب حکومت تبدیل ہوئی تو اس کا انکشاف ہوا۔ 09-2008 میں اس کی انکوائری کرائی گئی اور اس وقت latest report جو آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی طرف سے آئی ہے اس کے مطابق اس میں تقریباً 21 کروڑ روپے کی double payments ہوئی ہیں اور یہ معاملہ جب initially محکمہ انٹی کرپشن کو دیا گیا تھا تو اس وقت انہوں نے اس matter کو take up نہیں کیا کیونکہ اس کی investigations ابھی تک چل رہی ہیں۔ ہماری جو All Pakistan Newspaper Society ہے ان کی طرف سے یہ کہا گیا کہ میڈ اس کمپنی جو advertising کی بہت بڑی کمپنی ہے اور اس سوسائٹی کی ممبر ہے ان کی طرف سے اعتراض کیا گیا کہ اس کا آڈٹ ایک تھرڈ پارٹی سے کرایا جائے۔ آڈیٹر جنرل آف پاکستان سے جو آڈٹ کرایا گیا تھا اس سے وہ لوگ satisfied نہیں تھے۔ اب اس کا تھرڈ پارٹی سے آڈٹ کرایا جارہا ہے۔ آج ہی میری محکمہ انفارمیشن سے بات ہوئی ہے وہ کہہ رہے ہیں میسرز فرگوسن اور KPMG کمپنیاں اس کا آڈٹ کر رہی ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں جیسے ہی تھرڈ پارٹی آڈٹ مکمل ہوتا ہے اس کے بعد کوئی further کارروائی کی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ اتنے سالوں میں تو ان کو انکوائری رپورٹ مل نہیں سکی اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے انکوائری کرائی ہے اور یہ چودھری پرویز الٰہی کے دور میں ہوا ہے اگر اس دور میں بھی کوئی غلطی ہوئی ہے تو آج تک ان کو وہ رپورٹ منظر عام پر لے آنی چاہئے تھی۔ اس مقدس ایوان میں اس کی رپورٹ لے آتے یا پھر عوام کے سامنے ہی لے آتے۔ جز (ج) میں صاف لکھا ہوا ہے کہ اس میں کچھ ہے ہی نہیں اور محکمہ خزانہ اس سے لاعلم ہے۔

جناب سپیکر: یہ تو سب نے پڑھ لیا، آپ نے بھی پڑھ لیا میں نے بھی پڑھ لیا۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ محکمہ خزانہ سے related نہیں تھا مگر پھر بھی چونکہ ان کا سوال تھا اس لئے میں نے دوسرے محکموں سے اس کی رپورٹ لی ہے۔ ہمارے پاس اس کی پہلی انکوائری رپورٹ 17۔ فروری 2011 کو آئی تھی، اس سکیم میں جو embezzlement ہوئی تھی وہ 2009 میں سامنے آئی، یہ پچھلی حکومت کا پراجیکٹ تھا۔ جب 17۔ فروری 2011 کو ہمارے پاس یہ رپورٹ آئی اور محکمہ اس رپورٹ پر further کارروائی کرنا چاہ رہا تھا تو MEDAS Company آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی اس رپورٹ سے satisfied نہیں تھی۔ اب اس کا further third party audit ہو رہا ہے، یہ third party audit دو reputed firms کر رہی ہیں جن کے میں نے آپ کے سامنے پہلے بھی نام لئے ہیں۔ میرے پاس جو papers ہیں اگر محترمہ یہ دیکھنا چاہتی ہیں تو میں ان کو provide کر دوں گا کہ یہ دیکھ لیں۔

جناب سپیکر: جی، ان کو دکھائیں۔

رانا محمد افضل خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اس پر explanation دی ہے کہ جو double payment لے گئے ہیں وہ satisfied نہیں ہیں۔ انہوں نے تو کبھی satisfied نہیں ہونا، یہ ایک politically pressurized item ہوا یہ invest پچاس ملین روپیہ ہے، serious matter ہے اگر اسے درست کرنا ہے تو ایوان کی کمیٹی بنے۔ اب This is the only way to handle this problem اس پر ایوان کی کمیٹی بنائیں اس پر پورا pressure ہو گا تب یہ معاملہ حل ہو گا ورنہ ان طفل تسلیوں سے کرپشن کبھی expose نہیں ہو گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہ دو forum پر کیسے جائے گا؟

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! جب آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ آچکی ہے تو کوئی ایسا rule of law exist نہیں کرتا کہ ایک user company and beneficiary company کہے کہ اس سے اتفاق نہیں کرتے اس لئے writ of the government کہاں ہے؟

جناب سپیکر: آپ کے نزدیک تو دنیا میں کوئی چیز ہے ہی نہیں۔ آپ کی مہربانی آپ بیٹھیں۔اب میں next سوال پر جا رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت دے دیں تو میں صرف ایک بات add کرنا چاہتا ہوں، یہ بہت اہم معاملہ ہے میری عرض سن لیں، یہ 2004 کا واقعہ ہے اور 2005 میں سٹیٹ بنک کی رپورٹ لازمی آئی ہو گی۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ اس پر ایوان کی ایک کمیٹی بنا دیں، 2005 میں اس کی سٹیٹ بنک کی رپورٹ آئی ہو گی تو اس کے بعد بنک ایک گھنٹہ بھی نہیں چل سکتا تھا۔ آپ اس پر کمیٹی بنا دیں، میں منسٹر صاحب سے کہتا ہوں کہ یہ سٹیٹ بنک کی رپورٹ ہمیں دے دیں چونکہ اس کے بغیر بنک نہیں چل سکتا تھا۔

جناب سپیکر: Matters under investigation اس لئے ہم ابھی اس پر کمیٹی نہیں بنا سکتے۔ کچھ تھوڑا سا خیال کریں۔

شیخ علاؤالدین: آپ ایوان کو صرف سٹیٹ بنک کی رپورٹ دے دیں تو میں پورے ایوان کو مطمئن کر سکتا ہوں۔ آپ فنانس منسٹر سے کہیں کہ وہ سٹیٹ بنک کی رپورٹ دیں چونکہ سٹیٹ بنک کی رپورٹ کے بغیر بنک ایک گھنٹہ بھی نہیں چل سکتا۔

جناب سپیکر: میں بیٹھ کر اس پر مشورہ کروں گا پھر اس کے بعد بتاؤں گا کہ کمیٹی بن سکتی ہے یا نہیں چونکہ اگر معاملات under investigation ہوں تو کمیٹی نہیں بنا سکتے۔ مجھے معاملات کو دیکھنے دیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کے لئے ٹائم دیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ آگے ضمنی سوال لے لیں، میں آپ کو دوں گا۔ ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس میں کیا کہنا چاہ رہے ہیں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے ابھی یہاں پر جو رپورٹ پڑھی ہے یہ محکمہ انفارمیشن کی ہے-

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس میں محکمہ خزانہ لکھا ہوا ہے، believe your book

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! سوال میں لکھا ہوا تھا اس وجہ سے میں نے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ سے رپورٹ لی ہے، اشتہارات دینا محکمہ خزانہ کا کام نہیں ہے بلکہ ڈی جی پی آر اشتہارات issue کرتے ہیں اور ان کے پاس ان کی detail ہوتی ہے-

جناب سپیکر: اب مجھے اگلے سوال پر جانے دیں- آپ کی مہربانی- ملک محمد عامر ڈوگر صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 4561 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ملک محمد عامر ڈوگر کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے-

ملتان آئی ٹی کے دفتر کا قیام و دیگر تفصیلات

*4561: ملک محمد عامر ڈوگر: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ملتان شہر میں آئی ٹی کے دفتر کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) مذکورہ دفتر میں 16 گریڈ سے اوپر کتنے آفیسر ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) مذکورہ آفس نے آئی ٹی کے فروغ کے لئے آج تک جو اقدامات اٹھائے، ان کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کریں؟

(د) مذکورہ آفس کے آفیسرز کی تنخواہوں، ٹی اے، ڈی اے و گاڑیوں کی مرمت و پٹرول پر سال 2007-08 سے اب تک کتنے اخراجات آئے اور آئی ٹی کے فروغ کے لئے اٹھائے گئے اقدامات پر کتنے اخراجات ہوئے ان کی سال وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر):

(الف) ضلع ملتان میں ای ڈی او (ای ٹی) آفس کا قیام 2001 میں ہوا

(ب) مذکورہ دفتر میں BS.19 کا ایک آفیسر ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

(ج) تفصیل برائے آئی ٹی پراجیکٹس درج ذیل ہے:

(1) ڈویلپمنٹ آف ویب سائٹ برائے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان www.multan.gov.pk

(2) کمپیوٹرائزیشن آف ڈومیسائل برانچ

(3) PC-1 برائے کمپیوٹرائزیشن کارڈیالوجی سنٹر ملتان

(4) کمپیوٹرائزڈ نمبر پلیٹ کا اجراء

(5) کمپلینٹ سیل

(6) فوڈ سپورٹ سکیم

(7) بنیادی تربیت کمپیوٹر برائے سرکاری ملازمین

(8) آن لائن ڈیٹا انٹری برائے رمضان بازار

(9) آن لائن ڈیٹا انٹری برائے چینی

(10) ص۔ایچ۔آر۔ایم۔آئی۔ایس۔ڈیٹا کی تیاری

(11) تیاری سافٹ ویئر برائے فانشیل مینجمنٹ سسٹم

(د) تفصیل برائے اخراجات سال 08-2007 تا 10-2009

نمبر شمار	مالی سال	بجٹ ہیڈ	اخراجات
1	2007-08	تنخواہ برائے افسر	3,17,000/- روپے
		ٹی اے/ڈی اے	25,000/- روپے
		پٹرول	Nil
		ٹرانسپورٹ	Nil
2	2008-09	تنخواہ برائے افسر	3,00,000/- روپے
		ٹی اے/ڈی اے	50,000/- روپے
		پٹرول	24,000/- روپے
		ٹرانسپورٹ	68,000/- روپے
3	2009-10	تنخواہ برائے افسر	3,50,000/- روپے
		ٹی اے/ڈی اے	56,000/- روپے
		پٹرول	26,880/- روپے
		ٹرانسپورٹ	56,000/- روپے
4	2007-08	دو عدد سکیمیں برائے ڈویلپمنٹ آف ویب سائٹ برائے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان اور کمپیوٹرائزیشن آف ڈومیسائل برانچ۔	10,00,000/- روپے

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! انہوں نے جز(د) میں show کیا ہے کہ افسروں کی تنخواہوں اور TAs پر دس لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں اور ملتان میں IT کے فروغ کے لئے دو عدد سکیمیں ہیں جن پر دس لاکھ روپے خرچ کئے گئے ہیں۔وزیر موصوف سے میرا یہ سوال ہے کہ کیا حکومت اس میں مزید سکیموں کے لئے ترقیاتی بجٹ بڑھانا چاہتی ہے اگر بڑھانا چاہتی ہے تو کون سی سکیموں کے لئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! اس سال دو سکیموں کے لئے دس لاکھ روپے رکھے گئے تھے اس میں further تو کوئی نہیں رکھے گئے۔ میں سوال نہیں سمجھ سکا اگر معزز ممبر سوال دہرا دیں تو بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز، ذرا سننے دیں۔ جی، رائے صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ سال 08-2007 میں IT آفس ملتان کا non development expenditure دس لاکھ روپے کے قریب ہے اور developmental expenditure دو سکیموں کے نام پر دس لاکھ روپے ہے۔ کیا حکومت پنجاب ملتان میں IT کی development کی مد میں مزید کوئی سکیم متعارف کرانا چاہتی ہے اور اگر متعارف کروانا چاہتی ہے تو کون سی سکیم ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! یہ تو نیا سوال بنتا ہے۔ یہ 08-2007 کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ fresh question نہیں بنتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! یہ 08-2007 کی بات کر رہے ہیں اس کی detail دے دی گئی ہوئی ہے کہ اس میں اتنے اخراجات ہوئے اور اس میں اتنا ڈویلپمنٹ فنڈ رکھا گیا تھا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ آپ ملتان میں مزید کوئی اور سکیم بنانا چاہتے ہیں؟ آپ بات کو مذاق میں نہ ٹالا کریں let him recognize

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! ظاہر ہے ملتان کے لئے further سکیمیں تو بنیں گی۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! انہوں نے جو یہ دو سکیمیں شروع کی تھیں development of website برائے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ ملتان اور of computerization Domicile Branch کیا یہ کمپیوٹرائزیشن مکمل ہو گئی ہے اور وہاں پر ڈومیسائل اور سٹی گورنمنٹ کا ریکارڈ computerization کے مطابق چل رہا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! دونوں سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ہو چکی ہیں۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: جناب سپیکر! یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ یہ check کروائی جائیں چونکہ میری اطلاع کے مطابق یہ مکمل نہیں ہوئیں۔

جناب سپیکر: ان میں سے ایک ممبر بھی ملتان سے نہیں ہے۔

میجر (ریٹائرڈ) ذوالفقار علی گوندل: عثمان بھٹی صاحب میری پارٹی سے ہیں انہوں نے کل یہ سوال پڑھا تھا یہ check کر کے بتائیں۔

جناب سپیکر: انہوں نے کہہ دیا ہے کہ یہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔ بقول ان کے یہ سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! اس میں فوڈ سپورٹ سکیم کا ذکر ہے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کا کتنا بجٹ تھا، کیا یہ computerized ہو گئی ہے ہمیں اس کی تھوڑی سی تفصیل بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! IT کی ترویج کے لئے ہر سال بجٹ میں پیسے رکھے جاتے ہیں اور پھر یہ پیسے ضلعی حکومتوں کو ٹرانسفر کر دیئے جاتے ہیں۔ ضلعی حکومتیں مختص کر کے بجٹ میں خرچ کرتی ہیں۔ ملتان ویب سائٹ سے انفارمیشن لی جا سکتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! فوڈ سپورٹ سکیم کمپیوٹرائز ہو گئی ہے حالانکہ یہ سکیم تو اب ختم بھی ہو گئی ہے۔ اس میں کرپشن ہوئی تھی لہذا بتایا جائے کہ ویب سائٹ پر اس کی کیا تفصیلات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): Development of website برائے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اس کا پورا address دیا ہوا ہے اس سے یہ انفارمیشن لی جا سکتی ہے۔

سیدہ ماجدہ زیدی: پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس جواب میں صرف یہی دے دیتے کہ ہم نے آپ کو address دے دیا ہے آپ اس ویب سائٹ پر جا کر اکاؤنٹ کھولیں اور گھر میں ہی سب کچھ پڑھ لیں۔ آپ اس کا یہی جواب دے دیتے لیکن اگر آپ نے جواب دیا ہے تو پھر اس ایوان میں جواب دیں اب یہ سوال ایوان کی property ہے، اس میں کرپشن ہوئی ہے میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ اب ویب سائٹ پر اس کا کیا status ہے؟

جناب سپیکر: جی، اس کا website پر اب کیا status ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر! یہ fresh question دیں تو میں detail لے کر ان کو بتا دوں گا۔

سیدہ ماجدہ زیدی: جناب سپیکر! یہ مجھے نہیں بلکہ اس ایوان کو بتائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جی، میں اس کی detail لے کر ایوان کی میز پر رکھ دوں گا۔

جناب سپیکر: تفصیل ایوان کی میز پر نہیں رکھنی بلکہ ایوان میں پیش کرنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات (رانا تنویر احمد ناصر): جی، میں اس کی detail معزز ایوان میں پیش کر دوں گا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! اس سکیم میں بہت بڑا فراڈ اور کرپشن ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 8728، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں پنجاب بنک کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8728: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں دی بنک آف پنجاب کی کل کتنی شاخیں ہیں ان کی ضلع وار تفصیل بتائیں؟

(ب) اس بنک کی کتنی برانچیں نفع میں اور کتنی نقصان میں چل رہی ہیں؟

(ج) اس بنک کا سال 09-2008 اور 10-2009 کا کل منافع سال وار بتائیں؟

(د) اس بنک کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں؟

(ہ) یہ بنک اپنی آمدن کے ذرائع بڑھانے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

(و) اس بنک کے سال 09-2008اور 10-2009 کے اخراجات بتائیں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) پاکستان میں پنجاب بنک کی کل 273 برانچیں ہیں تاہم صوبہ پنجاب میں پنجاب بنک کی کل 249 برانچیں ہیں جن کی ضلع وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب بنک کی ششماہی رپورٹ مورخہ 30-06-2011 تک پنجاب بنک کی کل 273 برانچوں میں سے 230 برانچیں نفع میں اور 43 برانچیں نقصان میں چل رہی تھیں جن کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب بنک کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2009 اور برائے سال 2010 شائع نہیں ہوئیں۔ اس سلسلے میں سٹیٹ بنک آف پاکستان اور مرکزی حکومت کی فنانس منسٹری سے ان حسابات کو شائع کرنے کی مقرر کردہ میعاد میں اضافہ کی منظوری حاصل کی گئی ہے۔ چنانچہ ان سالوں کے اعداد و شمار ابھی مہیا نہیں کئے جا سکتے۔

(د) بنک کی آمدن کی ذرائع مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ قرضہ جات کے اجراء پر آمدن
2۔ سرمایہ کاری پر آمدن
3۔ رقوم کی ترسیل پر آمدن
4۔ خدمات پر آمدن
5۔ درآمد و برآمد کنندگان کو سہولیات پر آمدن

(ہ) پنجاب بنک اپنی آمدنی بڑھانے کے لئے مختلف اقدامات کر رہا ہے جن میں بالخصوص مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ نئے محفوظ قرضہ جات کا اجراء
2۔ کھاتہ داروں (اکاؤنٹ ہولڈرز) اور دیگر صارفین (کسٹمرز) کے لئے بہتر خدمات مہیا کرنا۔
3۔ حکومت پنجاب کے ساتھ مل کر گندم کی خریداری مہم کے لئے رقم کا اجراء کرنا۔
4۔ کم منافع والے ڈیپازٹ میں اضافہ کرنا
5۔ اچھی سرمایہ کاری کے لئے سرمایہ کاری ڈیپازٹ کا از سر نو قیام
6۔ پرانے قرضہ جات کی ریکوری کو بہتر بنانے کے لئے علیٰحدہ ڈیپازٹ کا قیام۔

(و) پنجاب بنک کی سالانہ رپورٹ برائے سال 2009 اور برائے سال 2010 شائع نہیں ہوئیں۔ اس سلسلے میں سٹیٹ بنک آف پاکستان اور مرکزی حکومت کی فنانس منسٹری سے ان حسابات کو شائع کرنے کی مقرر کردہ میعاد میں اضافہ کی منظوری حاصل کی گئی ہے۔ چنانچہ ان سالوں کے اعداد و شمار ابھی مہیا نہیں کئے جا سکتے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے جز (ج) میں پوچھا ہے کہ "بنک کا منافع بتایا جائے؟" انہوں نے اس کے جواب میں لکھا ہے کہ "سٹیٹ بنک نے اس کے حسابات کی منظوری نہیں دی" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا بنک آف پنجاب منافع میں تھا یا نقصان میں جا رہا تھا؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے بھی بہت دفعہ اس ایوان میں بات ہو چکی ہے کہ پچھلی حکومت میں پنجاب بنک پر ڈاکا ڈالا گیا تھا۔۔۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس حکومت نے فوڈ سپورٹ سکیم، ییلو کیب سکیم اور سستی روٹی سکیم میں ڈاکا ڈالا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! انہوں نے کسی کا نام نہیں لیا۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پچھلی حکومت نے پنجاب بنک میں 50۔ارب روپے کا ڈاکا ڈالا ہے۔ یہ سستی روٹی کی بات کرتے ہیں تو اس سکیم کے تحت غریبوں کو کھانے کے لئے سستی روٹی ملتی تھی۔ اس سکیم میں کل آٹھ ارب روپے لگے تھے اور اس میں as such کوئی اتنی embezzlement نہیں ہوئی۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: اس موجودہ حکومت نے فوڈ سپورٹ، ییلو کیب اور سستی روٹی سکیم میں جو ڈاکا ڈالا ہے اس کا جواب دیں۔ یہ یہاں پر ڈاکو راج لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: Order please. Order in the House. محترمہ! تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ وزیر صاحب کی نالائقی دیکھیں کہ جب کوئی جواب نہیں بنتا تو اس طرح کرتے ہیں۔ سستی روٹی سکیم میں جو ڈاکا ڈالا گیا ہے یہ اس کو ایوان میں لے کر آئیں۔ یہ جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! سستی روٹی سکیم میں کوئی ڈاکا نہیں ڈالا گیا۔ غریب آدمی کو -/2 روپے کی روٹی دی جاتی رہی اور اس سکیم پر صرف 8۔ارب روپے خرچ ہوئے ہیں جبکہ پنجاب بنک میں تو 50۔ارب روپے کا ڈاکا ڈالا گیا ہے۔ انہوں نے پنجاب بنک میں اپنی مرضی کے Directors لگائے اور انہوں نے اپنی کمپنیوں کے لئے قرضے حاصل کئے۔ اُس وقت صوبے کے Chief Executive کے کہنے پر یہ قرضے دیئے گئے تھے۔ یہ جتنا مرضی چیخ لیں لیکن جو ڈاکا ڈالا گیا تھا اس کو ہم بیان کرتے رہیں گے۔ یہ ایک حقیقت ہے اور اس کو سننے کا یہ اپنے اندر حوصلہ پیدا کریں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ اس کے ثبوت ایوان میں لے کر آئیں۔ یہ جھوٹ کیوں بولتے ہیں؟ یہ اس کے ثبوت میڈیا میں لے کر آئیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اگر ان الفاظ کو آپ اچھے طریقے سے ادا کرتے تو یہ بات نہ ہوتی۔ بڑا افسوس ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! ڈاکے کو اگر ڈاکا نہ کہیں تو پھر کیا کہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: یہ جھوٹ بول رہے ہیں۔ ان کو جب کوئی جواب نہیں آتا تو اسی طرح لڑائی کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے نوید انجم صاحب کا ضمنی سوال سننے دیں۔ محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی ہے اب تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں آپ کی وجہ سے ہمیشہ بیٹھ جاتی ہوں لیکن ذرا ان کو بھی سمجھائیں۔

جناب سپیکر: جی، بڑی مہربانی۔ میں نے ان کو سمجھا دیا ہے۔ جی، نوید انجم صاحب!

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جو ڈائریکٹر صاحبان پچاس ارب روپے کی کرپشن میں ملوث تھے ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! پچھلی حکومت میں پنجاب بنک کے Directors نے 20۔ارب روپے کے قرضے اپنی کمپنیوں کے لئے حاصل کئے تھے۔ حکومت کے تبدیل ہونے پر بنک آف پنجاب کا ٹوٹل بورڈ تبدیل کر دیا گیا ہے۔ ہم اس بنک میں professional management لے کر آئے ہیں اور gradually بنک کے losses کو کم کر رہے ہیں۔ بنک آف

پنجاب بالکل بند ہونے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ ہم نے اس کے losses کو gradually کم کیا ہے اور اب یہ منافع میں جارہا ہے۔ چونکہ بنک کی closing financial year کے مطابق نہیں ہوتی بلکہ اس کی statement yearly basis پر جنوری سے دسمبر تک جاری ہوتی ہے۔ 31- دسمبر 2011 کی closing کے مطابق الحمدللہ بنک آف پنجاب 35 کروڑ روپے منافع میں ہے اگر معزز ممبر سال وار اس کی detail جاننا چاہتے ہیں تو وہ بھی میں ان کو بتا سکتا ہوں کیونکہ میرے پاس یہ تمام تفصیل موجود ہیں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سال 10-2009 اور 2011 کی رپورٹیں شائع نہیں ہوئیں تو منسٹر صاحب کب تک ان کو شائع کرالیں گے ؟

جناب سپیکر: معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ جو رپورٹیں شائع نہیں ہوئیں ان کو آپ کب تک شائع کرادیں گے ؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس وقت میرے پاس 2011 تک کی figures موجود ہیں اگر معزز ممبر چاہتے ہیں تو میں ان کو مہیا کر دیتا ہوں۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! اس جواب میں تو لکھا ہوا ہے کہ یہ رپورٹیں ابھی تک شائع نہیں ہوئیں۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ پرانا جواب ہے اور میں آپ کے حکم کے مطابق latest جواب لے کر آیا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ رائے شاہجہان خان کو ضمنی سوال کرنے دیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! جز (د) کے جواب میں کہا گیا ہے کہ "قرضہ جات کے اجراء پر آمدن" میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ بنک آف پنجاب نے رواں سال کس سیکٹر میں قرضہ جات جاری کئے ہیں ان کی تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بنک آف پنجاب مختلف sectors میں قرضہ جات جاری کرتا ہے اگر معزز ممبر ان قرضوں کی تمام details چاہتے ہیں تو اس کے لئے fresh question کر دیں۔ یہ ایک بہت بڑا بنک ہے اور اربوں روپے کے قرضہ جات جاری کئے گئے ہیں تو اس کے لئے fresh question بنتا ہے۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! یہاں جواب کے جز (ہ) میں لکھا ہوا ہے کہ "حکومت پنجاب کے ساتھ مل کر گندم کی خریداری مہم کے لئے رقم کا اجراء کیا گیا ہے" تو اس مد میں بنک آف پنجاب کو حکومت پنجاب سے کتنا سود موصول ہوا ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کا سوال سمجھ نہیں سکا، ذرا دہرا دیں۔

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! جواب کے جز (ہ) کا تیسرا point ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ "حکومت پنجاب کے ساتھ مل کر گندم کی خریداری مہم کے لئے رقم کا اجراء کرنا" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بنک آف پنجاب کو اس رقم کے اجراء کے بدلے میں حکومت پنجاب سے سود کی مد میں کتنی رقم موصول ہوئی ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بھی fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات ضمنی سوال پوچھنا چاہتی ہیں اور یہ اس سوال پر آخری ضمنی سوال ہوگا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جواب کے جز (د) کے point six میں کہا گیا ہے کہ "پرانے قرضہ جات کی recovery کو بہتر بنانے کے لئے علیحدہ ڈیپازٹ کا قیام" ماشاء اللہ یہ بہت اچھا step ہے تو وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ پرانی recoveries کتنی ہوئی ہیں؟ میاں صاحب نے جو "قرض اُتارو ملک سنوارو" سکیم کے تحت پیسے حاصل کئے تھے اور وہ 7۔ ارب روپے کے نادہندہ ہیں تو کیا وہ قرضے واپس ہوں گے؟

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال relevant نہیں اور آپ پھر ماحول کو خراب کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں نے تو ضمنی سوال پوچھا ہے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! یہ بالکل غلط بیانی کر رہی ہیں۔ کوئی نادہندہ نہیں ہے اگر ان کے پاس کوئی ثبوت ہے تو اس معزز ایوان میں لے کر آئیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: ان کی قیادت 7۔ ارب روپے کی نادہندہ ہے۔ یہ ان سے recovery کرائیں۔

جناب سپیکر: ان میں سے کوئی نادہندہ نہیں۔ آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: بنک آف پنجاب کے جو نادہندہ ہیں یہ ان سے بھی recovery کرائیں اور جو ان کی قیادت نے قرضے لئے ہوئے ہیں وہ بھی واپس کریں۔

جناب سپیکر: جی، وہ recovery ضرور کرائیں گے۔

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! بار بار اس حوالے سے بات ہو چکی ہے۔ یہ قرض اُتارو ملک سنوارو سکیم کی بات کر رہی ہیں تو انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ اس کا سٹیٹ بنک کے پاس تمام ریکارڈ موجود ہے۔ یہ وہاں جاکر دیکھیں اور اسے پڑھ کر آئیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! اس کو چھوڑیں۔ .Let me proceed further اگلا سوال ملک عامر ڈوگر صاحب کا ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے اس لئے اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد نوید انجم صاحب کا ہے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! سوال نمبر 8731 ہے۔

پنجاب بنک میں بھرتی کی تفصیلات

*8731: جناب محمد نوید انجم: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2002 سے 30۔ جون 2008 تک دی بنک آف پنجاب میں کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت اور ڈومیسائل کا ضلع کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیا ان تمام افراد کی بھرتی سے قبل اخبار میں اشتہار دیا گیا؟

(ج) کیا ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا؟

(د) کتنے افراد کو اس وقت کے سی ایم اور وزیر خزانہ کی سفارش پر بھرتی کیا گیا؟

(ہ) کیا ان کو بھرتی کے لئے کوئی ریکروٹمنٹ کمیٹی تشکیل دی گئی تھی؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) یکم جنوری 2002 سے جون 2008 تک بنک آف پنجاب میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام افراد کو بنک کی پالیسی کے مطابق بھرتی کیا گیا۔ اس کے علاوہ بنک کسی بھی خالی اسامی کو پُر کرنے کے لئے اپنی پالیسی کے مطابق مندرجہ ذیل طریق کار (Recruitment Channels) اختیار کر سکتا ہے۔

1۔ روزانہ کی بنیادوں پر آنے والی کمپیوٹر میں محفوظ درخواستوں کے ذریعے (Internal Database
2۔ بنک ملازمین کے دوستوں اور رشتہ داروں کے ذریعے آنے والی درخواستوں کے ذریعے (References)
3۔ مختلف ادارے (Campuses Placement offices, College/University) جو مختلف لوگوں کا تعلیمی ریکارڈ محفوظ رکھتے ہیں ان سے مطلوبہ ملازمتوں کے اہل افراد کے کوائف بوقت ضرورت حاصل کرلئے جاتے ہیں۔
4۔ اخبارات میں شائع ہونے والے اشتہارات کے ذریعے سے (Advertisement)
5۔ ریکروٹمنٹ کا کام کرنے والے اداروں کے ذریعے (Head Hunters)
6۔ اپنے ہی ملازموں کو کسی دوسری اسامی کے لئے (Internal Job Posting)

(ج) جی ہاں۔ تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔

(د) تمام بھرتیاں بنک کی پالیسی کے مطابق ہوئیں۔ جن لوگوں کے کوائف بنک کی ضرورت کے مطابق ہوتے تھے ان کے کیسوں کا جائزہ ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کمیٹی (HRDC) لیتی تھی کمیٹی کی سفارشات اور بنک کی پالیسی کے مطابق ریکروٹمنٹ ہوئی۔

(ہ) جی ہاں۔ بنک کی پالیسی کے مطابق ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ کمیٹی (HRDC) ریکروٹمنٹ کی ذمہ دار تھی۔ اس کمیٹی کی سفارشات پر بنک کا صدر ریکروٹمنٹ کرتا تھا۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! بنک آف پنجاب میں جو بھرتیاں ہوئی ہیں ابھی پچھلے سوال میں وزیر موصوف نے یہ جواب دیا ہے کہ ڈائریکٹر صاحبان نے اپنی فرمیں بنا کر بنک آف پنجاب سے 20۔ ارب روپیہ قرضہ لے لیا ہوا تھا کیا انہوں نے آگے کے لئے کوئی mechanism بنایا ہے کہ ایسے لوگ جو جعلی فرمیں بنا کر بنک آف پنجاب کو لوٹتے ہیں وہ ایسا نہ کر سکیں؟

جناب سپیکر: جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں پہلے بھی بتانا چاہ رہا تھا کہ ہم بنک آف پنجاب میں totally professional management لے کر آئے ہیں اُس کی وجہ سے بنک آف پنجاب losses سے profit میں آیا اور انتہائی محتاط طریقے سے ڈائریکٹرز کا بورڈ بنایا گیا ہے۔ اس وقت بنک آف پنجاب کے جتنے بھی ڈائریکٹرز ہیں وہ اچھی شہرت کے حامل ہیں۔ اس میں یہ

restriction رکھی گئی ہے کہ بورڈ کا کوئی ممبر اپنے لئے، اپنے کسی عزیز یا رشتہ دار کے لئے قرضہ کی سفارش نہیں کر سکتا۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! حمزہ شہباز نے بنک آف پنجاب سے قرضہ لیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! یہ ڈائرکٹرز کی بات ہو رہی ہے، بنک آف پنجاب سے کوئی شخص بھی قرضہ لے سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی کمپنی نے بھی بنک آف پنجاب سے قرضہ لیا ہو۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! جن لوگوں نے قرضہ لے لیا ہے اور انہوں نے اُن سے recovery بھی کی ہے۔ کیا انہیں یا ان کی اولادوں کو ان سیٹوں پر آنے کے لئے کوئی ban لگایا ہے کہ اب یہ اس اہل نہیں رہے؟

جناب سپیکر: جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! الیکشن کمیشن کا یہ قانون ہے کہ defaulters الیکشن نہیں لڑ سکتے تو ہمیں اس پر قانون بنانے کی ضرورت نہیں۔ بنک آخری وقت تک کوشش کرتا ہے کہ وہ defaulters سے اپنی recover amount کرے۔

جناب محمد نوید انجم: جناب سپیکر! میں نے تو ڈائریکٹرز کی بات کی ہے، میں نے defaulters کی بات ہی نہیں کی۔ جن ڈائریکٹرز نے اپنے بہن بھائیوں اور اپنے بیٹے بیٹیوں کو قرضے دیئے ہیں کیا انہیں ban کر دیا گیا ہے کہ آئندہ ملک کی اس قسم کی services کے اوپر ان کی appointment نہیں ہو سکتی؟

جناب سپیکر: جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ان تمام ڈائریکٹرز کو وہاں سے ہٹا دیا گیا اور آئندہ کے لئے ایک بڑا فول پروف اور سخت نظام بنایا گیا ہے کہ آئندہ کوئی بھی ڈائریکٹر اپنی پوسٹ کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس قسم کا قرضہ لینے کی کوشش نہ کرے۔

MR SPEAKER: Question Hour is over now.

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن): جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے منصوبہ بندی و ترقیات(رانا تنویر احمد ناصر): جناب سپیکر!میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی،بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع ملتان میں آئی ٹی کے دفاتر کی تعداد و دیگر تفصیلات

*4562:**ملک محمد عامر ڈوگر:** کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ملتان میں آئی ٹی کے کتنے دفاتر کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان میں کتنا سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے؟

(ج) ان دفاتر میں ملازمین کی تنخواہوں،ٹی اے ڈی اے و دیگر اخراجات پر سالانہ کتنا خرچ ہو رہا ہے؟

(د) 2007-08میں ضلع ملتان مذکورہ محکمہ کو کل سالانہ بجٹ کتنا فراہم کیا گیا؟

(ہ) مذکورہ بجٹ کو کن کن مدوں پر خرچ کیا گیا؟

(و) مذکورہ عرصہ میں آئی ٹی کے فروغ کے لئے کتنی رقم خرچ ہوئی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع ملتان میں آئی ٹی کا ایک ہی دفتر ہے جو ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر ملتان کے ماتحت کام کر رہا ہے۔

(ب) EDO(IT) کے دفتر میں 11افراد کا سٹاف ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے۔

(ج) ان ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر اخراجات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	مالی سال	اخراجات
1	2007۔08	تنخواہ۔/11,18,101روپے دیگر اخراجات۔/1,16,062روپے میزان۔/12,34,163روپے
2	2008۔09	تنخواہ۔/15,82,000روپے دیگر اخراجات۔/2,55,000روپے میزان۔/18,37,000روپے

3 2009-10 تنخواہ۔/18,52,000روپے
دیگراخراجات۔/2,85,600روپے
میزان۔/21,37,600روپے

(د) 2007-08میں مذکورہ محکمہ کو۔/20,16,000روپے کا بجٹ فراہم کیا گیا۔

(ہ) مذکورہ بجٹ مختلف مدوں پر خرچ کیا گیا جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔
تنخواہ۔/11,18,101روپے
دیگراخراجات۔/1,16,062روپے
میزان۔/12,34,163روپے

(و)

(i) Development of Website of City Distt. Govt .Multan Rs.500,000/-
(ii) Computerization of Domicile Branch Rs.500.000/-

سرگودھا۔ترقیاتی سکیموں کی تکمیل میں تاخیر کا مسئلہ

*7125:چودھری عامر سلطان چیمہ:کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیراعلیٰ پنجاب نے بذریعہ لیٹر نمبر(DS(Assem)CMS/09/AB-32(A)/24669 مورخہ 20-04-09کو دس عدد Development Schemes کی منظوری دی تھی اور اس کے لئے 40ملین روپے کا فنڈ بھی منظور کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سال سے زائد عرصہ گزر چکا ہے مگر وزیراعلیٰ کے مذکورہ directive پر عمل نہیں کیا گیا حالانکہ وزیراعلیٰ سیکرٹریٹ کی طرف سے جاری کردہ مذکورہ لیٹر میں ضروری کارروائی کرکے وزیراعلیٰ کو مطلع کرنا تھا مگر ایسا نہیں کیا گیا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو وزیراعلیٰ کے directive پر عمل نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات(چودھری عبدالغفور):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) حقیقت یہ ہے کہ محکمہ منصوبہ بندی وترقیات نے مذکورہ ترقیاتی سکیموں میں سے مجاز اتھارٹی سے منظور شدہ 06 سڑکات کے لئے مورخہ 09-10-17 کو محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو 30.123 ملین روپے فراہم کر دیئے تھے یہ سکیمیں رواں مالی سال 11-2010 کے ترقیاتی بجٹ میں شامل ہیں اور ان پر کام جاری ہے۔ان سکیموں پر 2010-06-30 تک 36 فیصد فنڈز استعمال ہو چکے ہیں۔ان سکیموں پر اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے بقیہ سکیموں کو فنڈز فراہم نہ کئے جا سکے جونہی فنڈز میسر ہوئے باقی سکیموں کو بھی جاری کر دیئے جائیں گے۔

ضلع جہلم، پچھلے دو سال کے دوران وفات پانے والے اہلکاران/اساتذہ کے ورثاء کو مالی امداد کے لئے بجٹ کی فراہمی کی تفصیلات

*9688: جناب محمد فیاض: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن ضلع جہلم نے گزشتہ دو سال میں دوران سروس وفات پانے والے 47 اساتذہ/اہلکاران کے ورثاء کو حکومت پنجاب کی طرف سے مالی امداد دینے کے لئے ڈی سی او کے through ای ڈی او (فنانس) کو بجٹ فراہم کرنے کے لئے کتنی دفعہ گزارش بھیجی ہے؟

(ب) مذکورہ بالا فنڈز کب تک جاری کر دیئے جائیں گے اور مرحومین کے ورثاء کو کب تک ادائیگی ہو جائے گی، اگر فنڈز جاری نہیں ہوتے تو اس کی وجوہات سے ایوان کو مطلع کیا جائے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن ضلع جہلم نے گزشتہ دو سال میں دوران سروس وفات پانے والے 47 کی بجائے 59 اساتذہ/اہلکاران کے ورثاء کو حکومت پنجاب کی طرف سے مالی امداد دینے کے کیس ای ڈی او فنانس کو بھجوائے۔ای ڈی او (فنانس) نے تمام کیسز کی تین مراحل میں رڈر نمبری EDO)(F&D)/JM/01/1519 بتاریخ EDO(F&D)/16-05-2011 /JM/37/1648/ بتاریخ 31-05-11 اور EDO(F&D)/JM/37/1729 بتاریخ 20-06-11 کے تحت منظوری اور فنڈز جاری کئے۔آرڈرز کی کاپیاں منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ان کیسز کی منظوری میں دیر کی وجہ ضلعی حکومت کے پاس فنڈز کی

کمی تھی۔PFC شیئر برائے سال 11-2010 کے تحت ضلعی حکومت کو 163.503 ملین روپے ماہانہ قسط کے طور پر پنجاب حکومت کی طرف سے موصول ہوتے رہے جبکہ صرف تنخواہوں اور سائر اخراجات پر اٹھنے والے ماہانہ اخراجات تقریباً 191.000 ملین روپے تھے جو کہ تنخواہیں ادا کرنے کے لئے ناکافی تھے چونکہ تنخواہوں اور ڈویلپمنٹ کا اکاؤنٹ ایک ہی تھا اس لئے ترقیاتی کام روک کر تنخواہوں کی ادائیگی کی جاتی رہی۔ ضلعی حکومت کے مسلسل فالو اپ پر محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے اپنی چٹھی نمبر FD(DG)1-/31/2010 بتاریخ 24-03-2011 کے تحت صوبائی حکومت نے ڈی سی او جہلم کو نصیحت کی کہ دوران سروس وفات پانے والے اہلکاران کے ورثاء کو ضلعی حکومت کے فنڈز سے ادائیگی کر دی جائے اور تمام ضروری کاغذات پنجاب حکومت کو بھجوا کر متعلقہ رقوم کی فراہمی کی درخواست کی جائے تاکہ فنڈز کا اجراء کیا جاسکے۔ چٹھی کی کاپی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔اس طرح ضلعی حکومت جہلم 30-06-2011 تک موصول ہونے والے تمام کیسز نمٹا چکی ہے۔

(ب) ضلعی محکمہ خزانہ کی طرف سے فنڈز جاری کر دیئے گئے ہیں اب ان کی ادائیگی محکمہ تعلیم کے متعلقہ ڈی ڈی اوز کی ذمہ داری ہے کہ وہ ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس سے بل پاس کروا کر متعلقہ متاثرین کو ادائیگی کریں۔

ضلع سرگودھا، سیوریج واٹر سپلائی کے میگا پراجیکٹ کی تفصیلات

*7847: جناب اعجاز احمد کاہلوں: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع سرگودھا میں محکمہ کے زیر انتظام کتنے سیوریج اور واٹر سپلائی کے میگا پراجیکٹ کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان پر 2008 سے آج تک کتنا کام مکمل ہو چکا ہے اور ان پر کتنے اخراجات ہو چکے ہیں یہ کب تک مکمل ہو جائیں گے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) ضلع سرگودھا میں 09-2008 سیوریج اور واٹر سپلائی کے کل 7 عدد میگا پراجیکٹس پر کام ہو رہا ہے جن میں 3 عدد سیوریج اور 4 عدد واٹر سپلائی کے پراجیکٹس ہیں۔

(ب) ان منصوبہ جات کے نام اور ان پر 2008سے جنوری 2011تک ہونے والے کام اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام منصوبہ	تخمینہ لاگت ملین روپے	2008سے جنوری 2011تک مکمل اخراجات ملین روپے	مکمل ہونے والے کام کی تفصیلات
1	سیوریج سکیم ڈسپوزل ورکس تامونا ڈرین سرگودھا	63.406ملین	57.006ملین	سکیم ہذا پر 305فٹ 72انچ قطر کا سیوریج پائپ اور 2970فٹ RCCنالہ مکمل ہو چکا ہے۔ایک عدد مشینری ڈسپوزل ورکس پر لگ گئی ہے اور یہ سکیم رواں مالی سال جون میں مکمل ہو جائے گی۔
2	سیوریج سکیم کوٹ مومن	88.972ملین	79.152ملین	اس سکیم کا تمام کام ماسوائے دو گلیوں میں پائپ کے مکمل ہو چکا ہے اور سکیم چل رہی ہے یہ سکیم رواں مالی سال جون میں مکمل ہو جائے گی سکیم ہذا میں ڈسپوزل ورکس کا کام جاری ہے مشینری پہنچ چکی ہے اور یہ سکیم جون2012تک مکمل ہو جائے گی۔
3	سیوریج سکیم بھلوال	183.362ملین	16.990ملین	سکیم ہذا میں ڈسپوزل ورکس کا کام جاری ہے مشینری پہنچ چکی ہے اور یہ سکیم جون2012 تک مکمل ہو جائے گی۔
4	واٹر سپلائی سکیم کوٹ مومن	125.888ملین	18.425ملین	سکیم ہذا پر 12عدد ٹیوب ویل لگ چکے ہیں اور پائپ کا کام جاری ہے اور یہ سکیم جون 2012تک مکمل ہو جائے گی۔
5	واٹر سپلائی سکیم بھلوال	79.964ملین	17.287ملین	سکیم ہذا پر 10عدد ٹیوب ویل اور چیمبر مکمل ہو چکے ہیں اور پائپ کا کام جاری ہے اور یہ سکیم جون2012تک مکمل ہو جائے گی۔
6	واٹر سپلائی سکیم وسیوریج سکیم پھلروان	188.056ملین	0.524ملین	سکیم ہذا کا ٹینڈر ہو چکا ہے اور ٹینڈر کی حتمی منظوری کے بعد کام شروع ہو جائے گا اور یہ سکیم جون2013تک مکمل ہو گی۔
7	واٹر سپلائی سکیم سرگودھا	600.00ملین	000.00ملین	P&Dکی تکنیکی کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں محکمہ صحت عامہ پنجاب (PHED)اس کا PC-Iدوبارہ بنا رہا ہے جو پی اینڈ ڈی کو برائے منظوری جلد بھیج دے گا۔

ضلع جہلم،اساتذہ ودیگر سٹاف کے موبلٹی الاؤنس و ترقیوں کے لئے بجٹ کی فراہمی کی تفصیلات

*9690:جناب محمد فیاض:کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ سکولز ایجوکیشن جہلم کے اساتذہ ودیگر سٹاف کو گزشتہ دو سال کے دوران موبلٹی الاؤنس اور پروموشن پر Pay Fixation کے فرق کی ادائیگیوں کے لئے ڈی سی او کے Through ای ڈی او(فنانس) کو بجٹ فراہم کرنے کے لئے کتنی دفعہ لیٹر لکھے گئے؟

(ب) مذکورہ بالا فنڈز کب تک جاری کر دیئے جائیں گے تاکہ بروقت ادائیگیاں ہو سکیں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) اپ ورڈ موبلٹی الاؤنس ضلع جہلم کے اساتذہ کو جاری کر دیا گیا ہے جو کہ وہ ماہانہ تنخواہ کے ساتھ وصول کر رہے ہیں لیکن فنڈز کی کامیابی کی وجہ سے ان کو بقایا جات کی ادائیگی نہیں کی گئی تاہم ضلعی محکمہ خزانہ نے چٹھی نمبر EDO(F&D)/JM/63-B بتاریخ 27-07-2011 کے تحت ای ڈی او(ایجوکیشن) جہلم کو لکھا ہے کہ وہ فوری طور پر اساتذہ کے تمام قسم کے بقایا جات بشمول اپ ورڈ موبلٹی الاؤنس اور اساتذہ کی ترقی کی تفصیل ٹیچر وار / سکول وار ایک ہفتے کے اندر اندر بھجوائیں تاکہ ان کی ادائیگی کا بندوبست کیا جا سکے۔

(ب) جز(الف) میں محکمہ تعلیم کو کہا گیا ہے کہ وہ اپنے تمام بقایا جات کی تفصیل دیں تفصیل موصول ہونے پر مالی سال 2011-12 میں ادائیگی کا بندوبست کیا جا سکے گا۔

پی پی۔34 سرگودھا،کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت شروع کئے گئے منصوبوں کی تفصیلات

*7848:جناب اعجاز احمد کاہلوں:کیاوزیر منصوبہ بندی وترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔34 سرگودھا میں سال 2008-09 کے دوران کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام کے تحت کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے،ان کے نام اور تخمینہ لاگت سے آگاہ کریں؟

(ب) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے زیر تکمیل ہیں؟

(ج) کتنے منصوبے فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے بند پڑے ہیں،ان کو کب تک فنڈز فراہم کر دیئے جائیں گے؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) پی پی۔34 سرگودھا میں 09۔2008 کے دوران کوئی بھی کمیونٹی اپ لفٹ پروگرام شروع نہیں کیا گیا۔

(ب) ایضاً

(ج) ایضاً

ضلع شیخوپورہ بنک آف پنجاب کی برانچوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10504 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں سے 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنا قرضہ کس کس مقصد اور کتنے عرصہ کے لئے دیا گیا؟

(ج) قرضہ لینے والے افراد کے نام و پتاجات سے آگاہ کریں؟

(د) اس وقت ان برانچوں کے ڈیفالٹرز کی تعداد کتنی ہے؟

(ہ) ان ڈیفالٹرز نے اب تک کتنا قرضہ واپس کر دیا ہے اور کتنی رقم ابھی بقایا ہے اور یہ کب تک واپس ہو جائے گی، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں بنک آف پنجاب کی آٹھ برانچیں مندرجہ ذیل جگہوں پر کام کر رہی ہیں:۔

1- واپڈا پلازہ، لاہور سرگودھا روڈ، شیخوپورہ
2- ریلوے روڈ شیخوپورہ
3- جی ٹی روڈ، مریدکے
4- شیخوپورہ روڈ، کوٹ عبدالمالک
5- شیخوپورہ روڈ بیگم کوٹ
6- بالمقابل پولیس سٹیشن، نارنگ منڈی
7- بالمقابل گرین مارکیٹ فاروق آباد
8- لاہور سرگودھا روڈ، خانقاہ ڈوگراں

(ب) ان برانچوں سے 10-2009 اور 11-2010 کے دوران قرضہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے:

2009-10	جاری شدہ قرضہ	-/80,234,161 روپے
2010-11 ج	اری شدہ قرضہ	-/83,628,669 روپے

یہ قرضہ جات جن مقاصد اور جتنے عرصہ جات کے لئے دیئے گئے ان کی تفصیل تتمہ (الف) کالم 7، کالم 6 اور کالم 9-8 میں بالترتیب ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن افراد کو قرضے جاری کئے گئے ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل تتمہ (الف) کالم 3 اور کالم 4 میں درج ہے۔

(د) 10-2009 کے ڈیفالٹرز کی تعداد 33 ہے اور 11-2010 کے ڈیفالٹرز کی تعداد 8 ہے۔ تفصیل تتمہ (الف) کالم 13 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) 10-2009 کے ڈیفالٹرز نے اب تک -/2,967,814 روپے واپس کر دیئے ہیں۔ کے ڈیفالٹرز نے اب تک کوئی رقم واپس نہیں کی، تفصیلات تتمہ (الف) کالم 11 اور کالم 12 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں ترقیاتی فنڈز کی تقسیم میں یکساں اصول کی تفصیلات

*8414: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر منصوبہ بندی وترقیات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں ترقیاتی فنڈز کی تقسیم ہوتی ہے، فنڈز تقسیم کرنے والی اتھارٹی کا نام اور عہدہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ترقیاتی فنڈز یکساں اور کسی واضح اصول کے تحت تقسیم نہ ہوتے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پلڈاٹ کے شائع کردہ اعداد و شمار کے مطابق ضلع حافظ آباد 2055 چکوال 1790 اور چنیوٹ کے لئے ترقیاتی فنڈز 306 روپے فی کس حصہ میں آتے ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ کے اضلاع میں یکساں ترقیاتی فنڈ جاری کرنے کو تیار ہے اور ضلع چنیوٹ کے ساتھ استحصالی روّیہ کیوں اختیار کیا گیا ہے اسے دور کرنے کو تیار ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی وترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ درست ہے کہ صوبہ کے تمام اضلاع میں ترقیاتی فنڈز کی تقسیم ہوتی ہے۔ صوبہ کا بجٹ صوبائی اسمبلی میں توثیق کے لئے پیش کیا جاتا ہے جو کہ صوبہ میں ترقیاتی فنڈز تقسیم کرنے کے لئے حتمی اتھارٹی ہے۔

(ب) جزہائے کا جواب اثبات میں نہ ہے، مذکورہ فنڈز کی تقسیم حکومت کی ترقیاتی ترجیحات کے تحت کی جاتی ہے جس میں درج ذیل عوامل کو خصوصی اہمیت دی جاتی ہے:۔

جامع ترقی: غربت میں کمی، روزگار کے زیادہ سے زیادہ مواقع کی فراہمی، سماجی شعبہ جات کی ترجیح، جس میں تعلیم، صحت، صاف پانی کی فراہمی اور فنی تعلیم کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرنا، نیا انفراسٹرکچر قائم کرنا اور موجودہ انفراسٹرکچر کی بحالی اور ترقی کے عمل میں علاقائی توازن وغیرہ شامل ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات اور ادارہ شماریات پنجاب کے اعداد و شمار کے مطابق مذکورہ تین اضلاع میں ترقیاتی فنڈز کی فی کس تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	ضلع	مالی سال 12-2011 کے دوران مہیا کئے گئے فنڈز
1	حافظ آباد	1071
2	چکوال	1541
3	چنیوٹ	934

(د) ضلع چنیوٹ کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے موجودہ مالی سال میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت تقریباً ایک ارب دس کروڑ روپے کی رقوم مختص کی گئیں جس میں 50 کروڑ روپے کا ترقیاتی پیکج بھی شامل ہے۔ پچھلے مالی سال میں ضلع چنیوٹ کو خصوصی ترقیاتی پیکج کے تحت 38 کروڑ 50 لاکھ جاری کئے گئے تھے۔ علاوہ ازیں PFC ایوارڈ کے تحت مالی سال 12-2011 میں مذکورہ ضلع کو 9 کروڑ 70 لاکھ روپے جاری کئے گئے ہیں۔

ضلع شیخوپورہ لوکل فنڈ آڈٹ کے ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10505: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں لوکل فنڈ آڈٹ کے کتنے ملازمین کس کس گریڈ کے کام کر رہے ہیں؟

(ب) لوکل فنڈ آڈٹ نے سال 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کن کن سرکاری اداروں کا آڈٹ کیا؟

(ج) آڈٹ کے دوران کتنی رقم کے خورد برد کا انکشاف ہوا؟

(د) کتنی رقم برآمد ہوئی اور کن کن سے برآمد ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم کن کن سے ابھی وصول کرنی ہے ؟

(و) رقم خُورد بُرد کرنے والوں کے خلاف محکمہ نے کوئی کارروائی کی، اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں لوکل فنڈ آڈٹ کے 12 ملازمین ہیں جن میں سے ایک گریڈ 18، ایک گریڈ 17، تین گریڈ 16 اور 7 ملازمین گریڈ 14/13 میں کام کررہے ہیں۔

(ب) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ نے سال 10۔2009 میں ضلع شیخوپورہ کی مارکیٹ کمیٹی شیخوپورہ، مارکیٹ کمیٹی فاروق آباد، مارکیٹ کمیٹی صفدر آباد، مارکیٹ کمیٹی مانانوالہ او رمارکیٹ کمیٹی نارنگ منڈی کا آڈٹ کیا ہے اور سال 11۔2010 کا آڈٹ سٹاف کی کمی کے باعث نہ کیا گیا ہے۔

(ج) کوئی خُورد بُرد نہ پائی گئی ہے۔

(د) ایضاً

(ہ) ایضاً

(و) ایضاً

ساؤتھ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام کی تفصیلات

*9130: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ساؤتھ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام / پراجیکٹ کب شروع کیا گیا؟

(ب) اس پراجیکٹ / پروگرام میں کون کون سے علاقہ جات / اضلاع شامل ہیں ؟

(ج) سال 09۔2008، 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران اس پروگرام کے تحت سال وار کتنی رقم مختص کی گئی ؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سال وار ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی ؟

(ہ) اس پروگرام کے تحت ان سالوں کے دوران ضلع وار کتنے ترقیاتی منصوبے مکمل کئے گئے ؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) ساؤتھ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام 10۔2009 میں شروع کیا گیا۔

(ب) اس پراجیکٹ / پروگرام میں ضلع ملتان، لودھراں، خانیوال، وہاڑی، بہاولپور، بہاولنگر، رحیم یار خان، ڈی جی خان، لیہ، مظفر گڑھ، راجن پور کے تمام شہری و دیہی علاقہ جات شامل ہیں۔

(ج) اس پروگرام کے تحت 10۔2009 اور 11۔2010 میں مندرجہ ذیل رقم مختص کی گئی:۔

سال مختص شدہ رقم (ملین روپے)

	جاری پروگرام	نیا پروگرام	ٹوٹل
2008-09	--	--	--
2009-10	--	5,000	5,000
2010-11	2,999	5,000	8,999

(د) سال وار ترقیاتی اخراجات مندرجہ ذیل ہیں۔

سال	اخراجات (ملین روپے)
2009-10	611.287
2010-11	3271.775

پروگرام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس پروگرام کے تحت 10۔2009 میں کوئی سکیم مکمل نہ ہو سکی البتہ 11۔2010 کے دوران 17 منصوبہ جات مکمل کئے جا چکے ہیں۔ ضلع وار منصوبہ جات کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

لودھراں (3) خانیوال (3) وہاڑی (2) بہاولنگر (1) رحیم یار خان (2) ڈی جی خان (2) لیہ (2) مظفر گڑھ (1) راجن پور (1)

ضلع گجرات: بنک آف پنجاب کی برانچیں و دیگر تفصیلات

*10507: محترمہ خدیجہ عمر: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات میں بنک آف پنجاب کی کتنی برانچیں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) ان برانچوں سے 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران کتنا قرضہ کس کس مقصد اور کتنے عرصہ کے لئے دیا گیا؟

(ج) قرضہ لینے والے افراد کے نام و پتا جات سے آگاہ کریں؟

(د) اس وقت ان برانچوں کے ڈیفالٹرز کی تعداد کتنی ہے؟

(ہ) ان ڈیفالٹرز نے اب تک کتنا قرضہ واپس کر دیا ہے، کتنی رقم ابھی بقایا ہے اور یہ کب تک واپس ہو جائے گی، علیحدہ علیحدہ تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع گجرات میں بنک آف پنجاب کی 12 برانچیں مندرجہ ذیل جگہوں پر کام کر رہی ہیں۔

1۔سرکلر روڈ، نزد فوارہ چوک گجرات	2۔ریلوے روڈ، گجرات
3۔رام تلائی روڈ، علم پلازہ، گجرات	4۔یونیورسٹی آف گجرات، گجرات
5۔ کچہری روڈ، گجرات	6۔نشان حیدر چوک، گجرات
7۔شاہ دولا گیٹ، مقابل سٹی پوسٹ آفس، گجرات	8۔جی ٹی روڈ، گجرات
9۔مین بازار، جلال پور جٹاں	10۔رضا پلازہ، جی ٹی روڈ، کھاریاں
11۔جی ٹی روڈ، لالہ موسیٰ	12۔جی ٹی روڈ، سرائے عالمگیر

(ب) ان برانچوں سے 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران قرضہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2009-10	جاری شدہ قرضہ۔/2,450,000 روپے
2001-11	جاری شدہ قرضہ۔/34,189,000 روپے

یہ قرضہ جات جن مقاصد کے لئے جاری کئے گئے اس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ قرضہ جات کی میعاد کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن افراد کو قرضہ دیا گیا ان کے نام اور پتا جات کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) قرض دہندگان میں کوئی بھی ڈیفالٹر نہیں ہے۔ جن افراد کو قرضہ جات فراہم کئے گئے وہ باقاعدگی سے قرضہ جات ادا کر رہے ہیں جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ایضاً

ضلع رحیم یار خان، ساؤتھ ڈویلپمنٹ پراجیکٹ پروگرام کے تحت ہونے والے کاموں کی تفصیلات

*9131: انجنیئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ساؤتھ پنجاب ڈویلپمنٹ پراجیکٹ / پروگرام کے تحت سال 09۔2008، 10۔2009 اور 11۔2010 کے دوران ضلع رحیم یار خان میں سال وار کتنی رقم فراہم کی گئی؟

(ب) ان سالوں کے دوران اس ضلع میں اس پروگرام کے تحت کون کون سے منصوبے شروع کئے گئے،ان منصوبہ جات کے نام اور تخمینہ لاگت بتائیں؟

(ج) کتنے منصوبے مکمل ہو چکے ہیں اور کتنے ابھی زیر تکمیل ہیں؟

(د) زیر تکمیل منصوبے کب مکمل ہوں گے اور ان کے لئے کتنی رقم خرچ ہو گی؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) یہ پروگرام09۔2008میں نہیں بلکہ 10۔2009 میں شروع کیا گیا ہے اور اس پروگرام کے تحت مختص رقوم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	مختص رقم (ملین روپے)
2009۔10	782.223
2010۔11	586.000

(ب) ان سالوں کے دوران شروع کئے جانے والے منصوبوں کی تعداد، تخمینہ لاگت درج ذیل ہیں۔

سال	منصوبوں کی تعداد	تخمینہ لاگت (ملین روپے)
2009۔10	15	654.319
2010۔11	05	515.455
ٹوٹل	20	1169.774

ان منصوبوں کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اب تک تین منصوبہ جات مکمل ہو چکے ہیں اور باقی 17 منصوبہ جات تکمیل کے مختلف مراحل میں ہیں۔

(د) فنڈز کی فراہمی کی صورت میں زیر تکمیل منصوبہ جات رواں سال12۔2011 میں مکمل ہو جائیں گے اور ان پر تقریباً531.805 ملین روپے خرچ ہوں گے۔

ٹریژری آفس لاہور میں ملازمین کی تعداد و دیگر تفصیلات

*10653: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ٹریژری آفس لاہور میں گریڈ اور عہدہ وار اسامیوں کی تعداد بتائیں؟

(ب) کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی خالی ہیں؟

(ج) کس کس اسامی پر کون کون افراد کام کر رہے ہیں نیز یہ کتنے عرصہ سے ان سیٹوں پر کام کر رہے ہیں،ان کے نام اور عہدہ بتائیں؟

(د) کس کس ملازم کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائیاں چل رہی ہیں؟

(ہ) کس کس ملازم کے خلاف رشوت ستانی کے تحت کارروائی کہاں ہو رہی ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ٹریژری آفس لاہور میں گریڈ اور عہدہ وار اسامیوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
ٹریژری آفیسر	18	3
ڈپٹی ٹریژری آفیسر	17	5
اکاؤنٹنٹ	16	13
ڈپٹی اکاؤنٹنٹ	14	56
سٹینوگرافر	12	1
کمپیوٹر آپریٹر	12	3
جونیئر کلرک	7	4
ڈسپیچ رائڈر	5	1
ہیڈ سٹیمپر	5	1
سٹیمپر	3	3
دفتری	3	3
نائب قاصد	1 ,2	8
فراش	3	1
چوکیدار	1,2	3
سینٹری ورکر	1	1

(ب) ٹریژری آفس لاہور میں مختلف گریڈ کی 16 اسامیاں خالی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام اسامی	گریڈ	تعداد اسامی
ڈپٹی ٹریژری آفیسر	17	4
ڈپٹی اکاؤنٹنٹ	14	9
جنریٹر آپریٹر	4	1
نائب قاصد	1	2

(ج) ٹریژری آفس لاہور کے افسران/اہلکاران کے نام مع عہدہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اورنگ زیب وٹو جونیئر کلرک کے خلاف سرکاری ریکارڈ مہیا نہ کرنے پر ایف آئی آر درج کروائی گئی، غیر حاضری کی بناء پر معطل کیا گیا۔ محکمانہ کارروائی کرتے ہوئے اس کو نوکری سے فارغ کر دیا گیا۔

(ہ) رشوت ستانی کے تحت بمطابق دفتری ریکارڈ کسی ملازم کے خلاف کوئی کارروائی ابھی تک نہ ہو رہی ہے۔

ضلع گجرات، پی پی۔113 کے بریجز کی وائیڈننگ کروانے کی تفصیلات

*9546: میاں طارق محمود: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے اپنے ڈائریکٹو مورخہ 19۔ ستمبر 2008 کے تحت حلقہ پی پی۔113 گجرات کے چار فیٹ بریجز کی widening کے احکامات جاری کئے تھے اور ان کے لئے 21.304 ملین کی رقم کی منظوری دی تھی؟

(ب) ان میں سے کس کس برج کا کام ہوا ہے اور کس کا باقی ہے؟

(ج) کیا حکومت ان تمام بریجز کی widening جلد از جلد کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) درست ہے۔

(ب) پل برجی نمبر 278+432 اپر جہلم کینال کا کام سال 09۔2008 میں مکمل ہو چکا ہے جبکہ پل برجی نمبر 950+264 و برجی نمبر 105+293 اور پل نمبر 650+390 پر کام ہونا باقی ہے جس پر اخراجات کا تخمینہ 15.302 ملین روپے ہے۔

(ج) جی ہاں! حکومت ان کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس کے لئے مالی سال 12۔2011 میں 12.80 ملین روپے فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں اور مالی سال 11۔2010 میں اس کام کے لئے 2.5 ملین روپے مختص کئے گئے تھے۔

ضلع راولپنڈی محکمہ خزانہ کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*11906: محترمہ نرگس فیض ملک: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ خزانہ کے تحت کتنے دفاتر اور ادارے چل رہے ہیں؟

(ب) ان دفاتر اور اداروں کے سال 11-2010 اور 12-2011 کے اخراجات اور آمدن بتائیں؟

(ج) ان کی اس ضلع میں اراضی / دکانیں کہاں کہاں ہیں؟

(د) کتنی اراضی / دوکانوں پر کن کن افراد نے کب سے قبضہ کر رکھا ہے؟

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ خزانہ کے تحت دو دفاتر ہیں:-

i- ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس

ii- ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ

(ب)

i- ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفس راولپنڈی کے اخراجات

سال 11-2010	-/2,21,84,245 روپے
سال 12-2011	-/2,55,91,705 روپے

ii- ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ کے اخراجات

سال 11-2010	1,41,42,451 روپے
سال 12-2011	-/1,82,17,743 روپے

جبکہ ان دونوں دفاتر کی آمدن کوئی نہ ہے۔

(ج) ان دونوں دفاتر کی ضلع راولپنڈی میں نہ تو کوئی اراضی ہے اور نہ ہی کوئی دکان۔

(د) چونکہ ان دفاتر کی کوئی اراضی اور دکانیں نہیں ہیں لہذا کسی کا قبضہ بھی نہیں ہے۔

لاہور۔ نیشنل ہاکی سٹیڈیم میں بلیو ٹرف بچھانے کی تفصیلات

*10662: ڈاکٹر محمد اشرف چوہان: کیا وزیر منصوبہ بندی و ترقیات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سپورٹس بورڈ پنجاب کی نیشنل ہاکی سٹیڈیم لاہور میں بلیو ٹرف بچھانے کے منصوبہ کی approval کا کیس کب محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو موصول ہوا؟

(ب) اس منصوبہ پر کیا پیشرفت ہوئی ہے؟

(ج) اس منصوبہ کی منظوری کب تک متوقع ہے؟

(د) اس منصوبہ کی منظوری میں کیا کیا رکاوٹیں یا قانونی دشواریاں ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس مفاد عامہ کے منصوبہ کو جلد از جلد منظور کرنے اور اس کے لئے فنڈز جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر منصوبہ بندی و ترقیات (چودھری عبدالغفور):

(الف) منصوبہ کی منظوری(approval) محکمہ سپورٹس کی ڈیپارٹمینٹل ڈویلپمنٹ سب کمیٹی (DDSC) کے دائرہ اختیار میں آتی ہے ۔ تاہم محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کے comments کے لئے اس منصوبہ کا PC-I، 9۔اگست 2011 کو وصول ہوا جس پر 16۔اگست 2011 کو comments بھیج دیئے گئے تھے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ منصوبہ DDSC کی میٹنگ میں جو کہ مورخہ 2011-08-27 کو منعقد ہوئی منظور ہو چکا ہے اور محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات فنڈز جاری کرنے کے لئے محکمہ خزانہ (F.D) کو مورخہ 2011-07-02 کو ایڈوائس (Advice) جاری کر چکا ہے۔

(ج) ایضاً

(د) یہ منصوبہ منظور ہو چکا ہے۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کوئی قانونی دشواریاں نہ ہیں۔

(ہ) ایضاً

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ایک چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد شبیر اعوان: جناب سپیکر! ایک بس چکوال سے بارات لے کر گئی اُس کے گرنے سے 32 لوگ جاں بحق ہو گئے تھے۔ اسی طرح کل ایک اور اندوہناک حادثہ ہوا جس میں 11 لوگ جاں بحق ہوئے اور 33 زخمی ہیں جن میں سے چھ critical ہیں۔ لاء منسٹر کے توسط سے چیف منسٹر پنجاب سے میری صرف یہ گزارش ہے کہ اس حادثہ میں مرنے والے بہت غریب لوگ ہیں۔ چیف منسٹر صاحب اگر اُن کے لئے کوئی compensation کا اعلان کر دیں تو یہ بڑی غریب پروری ہو گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ ڈی سی او رراولپنڈی کو یہ آرڈر دیں کہ اُس سڑک پر جہاں critical turning ہے وہاں پر دیواریں یا کوئی pitch point بنائیں۔

راجہ شوکت عزیز بھٹی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ شوکت عزیز بھٹی صاحب!

راجہ شوکت عزیز بھٹی: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف اس ایوان کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کیونکہ وزیر خزانہ اس وقت ایوان میں موجود ہیں۔ پچھلے کافی دنوں سے اے جی آفس میں تالا بندی ہوئی ہے اور میری اطلاع کے مطابق پنجاب میں اگلے مہینے کسی ملازم کو تنخواہ نہیں ملنے والی اور رمضان شریف کی بھی آمد آمد ہے۔ اس issue پر بھی حکومت پنجاب نے توجہ دی کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ نے تو غالباً اس پر کوئی توجہ نہیں دی۔ اے جی آفس میں کوئی بل پاس نہیں ہو رہا اور خزانہ بند پڑا ہے۔

جناب سپیکر: بھٹی صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن!

وزیر خزانہ (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں نے بھٹی صاحب کی بات سُن لی ہے۔ میں اس مسئلہ کو فنانس ڈیپارٹمنٹ سے چیک کروالیتا ہوں اور ابھی بتادیتا ہوں۔

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لے رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! میں out of turn ایک Resolution لانا چاہتی ہوں۔ "جیو اصول" میڈیا نے ایک بڑا اچھا initiative لیا ہے اس میں اُن کی بھی accountability ہونی چاہئے۔ اسی طرح کل میں نے ایک Resolution جمع کروائی ہے۔ قاعدہ 234 کے تحت رول 115 کو معطل کر کے میری resolution کو out of turn پڑھنے کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ اجلاس کے بعد مجھے ملیں، میں پھر آپ کو اس بارے میں بتاؤں گا۔

جناب اعجاز احمد کاہلوں: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، کاہلوں صاحب!

جناب اعجاز احمد کاہلوں: جناب سپیکر! ایک سال پہلے سرگودھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے حوالہ سے یہاں سے متفقہ طور پر ایک Resolution منظور ہوئی تھی۔ وزیر خزانہ موجود ہیں تو میری صرف یہی گزارش ہے کہ آج تک اُس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: کاہلوں صاحب! آپ اس حوالہ سے بعد میں مجھے مل لیں۔ شیخ صاحب! آپ کی تحریک التوائے کار نمبر 752 ہے۔

ٹریفک وارڈنز کو پولیس سروس کا حصہ بنانے اور نہ ہی مستقل کرنے کی وجہ سے ڈیوٹی میں عدم دلچسپی کا مظاہرہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Traffic Punjab Warden Service (PTWS) جس میں تقریباً 3100 وارڈنز بھرتی ہوئے تھے آج سخت کسمپرسی کی حالت میں ہیں۔ خاص طور پر لاہور کی سڑکوں پر ٹریفک وارڈنز rush hours میں سگنلز پر موجود ہی نہیں ہوتے یا چوراہوں پر کسی سائے دار درخت کے نیچے گپ شپ یا موبائل فون پر مصروف ہوتے ہیں۔ زمینی حقائق یہ ہیں کہ VVIP movement سے چند منٹ پہلے ایک بھونچال کی طرح تمام متعلقہ چوراہوں پر اچانک نازل ہو جاتے ہیں اور VVIP movement کے بعد پھر اچانک نایاب ہو جاتے ہیں۔ اس کی ایک اہم وجہ ٹریفک سارجنٹ میں پھیلی ہوئی بددلی بھی ہے جو Promotion Rules کی وجہ سے ہے۔ زیادہ تر وارڈنز جولائی 2006 میں اس وقت کی حکومت نے تعینات کئے تھے جن میں سے 600 جا چکے ہیں لیکن آج 2800 وارڈنز ایسے ہیں جو اپنی ملازمتوں کی مستقلی کے لئے پریشان ہیں۔ چند ماہ پہلے جو مزید ٹریفک سارجنٹ بھرتی کئے گئے ہیں ان کو بغیر ٹریننگ کے فیلڈ میں بھیج دیا گیا ہے۔ PTWS Notification جو 2007 میں جاری ہوا تھا کے مطابق وارڈنز 3 سالہ سروس کے بعد ہی مستقل ہو سکتے ہیں لیکن آج بھی ان تمام وارڈنز کے معاملات زیر التواء ہیں۔ یہ حیران کن امر بھی سمجھ سے بالا ہے کہ ان وارڈنز کو پولیس سروس کا حصہ بھی نہیں مانا جا رہا لیکن سزاؤں وغیرہ اور disciplinary matters کے لئے پولیس رولز ہی ان وارڈنز پر لاگو ہیں۔ ان تمام حالات میں وارڈنز کا دلجمعی کے ساتھ ٹریفک کو چلانا ناممکن ہے۔ یہ اہم مسئلہ جو ہر گزرنے والے دن کے ساتھ بڑھتا جا رہا

ہے پر فوری توجہ کی ضرورت ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ٹریفک ڈیپارٹمنٹ نے جو جواب بھیجا ہے اس کے مطابق ٹریفک وارڈنز معمول کے مطابق ٹریفک کے بلاتعطل بہاؤ کو ہمہ وقت یقینی بناتے ہیں۔ ٹریفک وارڈنز کے بہتر structure اور عوام کو بہترین service مہیا کرنے کے لئے یہ تین shifts میں ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس وقت 3203 ٹریفک وارڈنز بشمول لیڈی ٹریفک وارڈنز اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، 452 ٹریفک وارڈنز مختلف misconducts کی بنیاد پر محکمہ سے برطرف کر دیئے گئے ہیں 56 ٹریفک وارڈنز محکمہ سے استعفیٰ دے چکے ہیں اور 12 ٹریفک وارڈنز دوسرے سرکاری محکموں میں تعیناتی کی وجہ سے سٹی ٹریفک پولیس سے relieve ہو چکے ہیں تاہم جہاں تک ٹریفک وارڈنز کی ملازمتوں کی مستقلی کا معاملہ ہے اس سلسلہ میں CCPO لاہور کی جانب سے تسلی بخش کارکردگی کی بنیاد پر پہلے مرحلہ میں 1935 ٹریفک وارڈنز کو بعد از probationary period مستقل کر دیا گیا ہے۔

پنجاب پبلک سروس کمیشن کے تحت نئے بھرتی ہونے والے ٹریفک وارڈنز کو بطور UT (under training) پورے لاہور میں تعینات کیا گیا ہے تاکہ وہ پہلے ٹریفک قوانین کے اسرار و رموز سے آگاہی حاصل کر سکیں جو بعد از حصول بنیادی ٹریننگ اپنے کار سرکار سرانجام دیں گے۔ تاہم بنیادی ٹریننگ میں TTI اور ڈیوٹی آفیسرز کورسز شامل ہیں جس کے لئے مرحلہ وار ٹریفک وارڈنز کو training institutions میں بھجوایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: اس تحریک کو press نہیں کیا گیا اس لئے یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12/754 محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی ہے۔ محترمہ! اپنی تحریک پڑھیں۔

فیڈرل تعلیمی بورڈ کے اعلامیہ کے مطابق چودہ سال سے کم عمر ذہین طالب علموں کو میٹرک کے امتحان کے لئے اہل قرار دینے کے لئے پنجاب کے تمام تعلیمی بورڈز کو ہدایات دینے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ Inter Board Committee of Chairmen(IBCC) نے ایک نوٹیفکیشن No.FBISE/REGN/NOTIF/AGE/SSCI/1983 مورخہ 5۔ مئی 2009 کو جاری کیا جس کے ذریعہ میٹرک کے امتحان دینے کی عمر کی حد کم از کم 14 سال مقرر کر دی گئی ہے۔ اس نوٹیفکیشن پر تمام بورڈز نے عمل کرنا شروع کر دیا ہے اور چودہ سال سے کم عمر کے امیدوار کا داخلہ قبول نہیں کیا جاتا ہے۔ اب ایسے ذہین طالب علم / طالبہ جن کی عمریں چودہ سال سے کم ہیں ان کے ساتھ امتیازی سلوک ہے۔ اس کے بارے میں وفاقی دارالحکومت میں والدین نے اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہوئے اپنا احتجاج ریکارڈ کروایا جس پر فیڈرل بورڈ نے بذریعہ سرکلر No.FBISE/REGN/AGE/2009/66 مورخہ 18۔ مئی 2009 آئی بی سی سی کے اس نوٹیفکیشن پر عملدرآمد روک دیا ہے اور اب وہ چودہ سال سے کم عمر کے امیدواروں کا داخلہ قابل قبول کر رہے ہیں اور ان کو امتحان دینے کی اجازت دی گئی ہے۔ اس طرز پر بورڈ آف انٹرمیڈیٹ لاہور اور دیگر امتحانی بورڈوں کو بھی پابند کیا جائے کہ وہ ایسے امیدوار جو ذہین ہیں وقت سے پہلے اپنے امتحانات پاس کر چکے ہیں اور جن کی عمریں چودہ سال سے کم ہیں ان کا داخلہ بھی قابل قبول کر کے انہیں امتحان دینے کی اجازت دی جائے اور IBCC کے مذکورہ نوٹیفکیشن پر عملدرآمد روک دیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ معاملہ متعلقہ محکمہ کے زیر غور ہے۔ اس میں تمام بورڈز کی ایک کمیٹی ہے جس کے چیئرمین حکومت کو گاہے بگاہے ضروری recommendations سے آگاہ کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں چیئرمین سے رائے لی گئی ہے تو اس رائے کی روشنی میں اس معاملہ پر مناسب کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 12/757 محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ اور محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کی طرف سے ہے۔۔ تشریف نہیں رکھتیں اس لئے یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12/759 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے اس لئے یہ تحریک التوائے کار بھی dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 12/760 محترمہ آمنہ الفت صاحبہ اور محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ کی طرف سے ہے۔ محترمہ ثمینہ خاور حیات صاحبہ! آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

سرگودھا پولیو مہم کے انچارج ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر ڈاکٹر فوادالحسن کی مبینہ کرپشن کی وجہ سے تبادلہ کرنے کا مطالبہ

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ضلع سرگودھا میں ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر نیشنل امیونائزیشن پروگرام کے خلاف شہریوں اور لیڈی ہیلتھ ورکرز کا شدید احتجاج۔ تفصیل یوں ہے کہ ضلع سرگودھا میں پولیو مہم میں پولیو کے قطرے پلانے والوں کا انچارج ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر ڈاکٹر فوادالحسن کے خلاف شہریوں اور لیڈی ہیلتھ ورکرز نے اس کی کرپشن، بداعمالی، نااہلی اور غفلت برتنے پر شدید احتجاج کیا اور سرگودھا کی عوام نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ فوری طور پر موصوف ڈاکٹر کو تبدیل کر کے اس کی انکوائری کروائی جائے۔ ضلع سرگودھا کی عوام نے اس امر کا انکشاف کیا کہ موصوف ڈاکٹر بچوں کو پولیو کے قطرے کی جگہ لیڈی ہیلتھ ورکرز کو سادہ پانی کے قطرے (ڈراپس شیشی) میں استعمال کرنے کے لئے دیتا ہے۔ اس کی یہ کھلی کرپشن اور غفلت سامنے آنے پر عوام نے شدید احتجاج کیا۔ عوام نے یہ خدشہ ظاہر کیا کہ اگر موصوف ڈاکٹر کو فوری تبدیل نہ کیا گیا تو ضلع سرگودھا میں مقیم بچوں کے لئے پولیو کی بیماری میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہے۔ یہ معاملہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ڈاکٹر فواد، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر سرگودھا برائے نیشنل امیونائزیشن پروگرام تعینات ہے۔ ضلعی محکمہ صحت کی رپورٹ کے مطابق اس قسم کی کوئی ملاوٹ یا احتجاج کا کوئی واقعہ نہیں ہوا تاہم اس معاملہ کی اہمیت کو محسوس کرتے ہوئے اور اس کی کارکردگی کے سلسلہ میں ڈائریکٹر ہیلتھ سروسز سرگودھا کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے جس کی رپورٹ اور ground realities کے مطابق اگر کوئی معاملہ ہوا تو اُس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ اب تک کی جو انکوائری ہوئی ہے اس میں اس قسم کی کوئی complaint نہیں پائی گئی۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 765/12 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

آسکر ایوارڈ یافتہ دستاویزی فلم (Saving Face) میں رخسانہ بی بی کے جلے ہوئے چہرے کو دکھانے سے پاکستان کو بدنامی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آسکر ایوارڈ یافتہ دستاویزی فلم (Saving Face) جس میں تیزاب سے ایک پاکستانی خاتون رخسانہ بی بی کا چہرہ جلایا ہوا دکھایا گیا۔ فلم کا مرکزی کردار ہے کہ رخسانہ بی بی اپنی اور بچوں کی زندگی کے لئے دربدر کی ٹھوکریں کھا رہی ہے۔ شرمین عبید چنائے وہ خاتون ہے جس نے عورتوں پر تیزاب گردی یا عورتوں پر تیزاب ڈالنے کے واقعات پر مبنی ڈاکومینٹری بنانے کے لئے رخسانہ بی بی سے رابطہ قائم کیا اور Royalty کی مد میں تقریباً 30 لاکھ روپے اور ملتان شہر میں ایک مکان مہیا کرنے کے علاوہ پلاسٹک سرجری کے تمام اخراجات برداشت کرنے کا معاہدہ کیا۔ مقام افسوس یہ ہے کہ اس دستاویزی فلم نے ایک طرف تو دنیا بھر میں کروڑوں کا نا صرف بزنس کیا بلکہ آسکر ایوارڈ کے لئے بھی منتخب ہوئی۔ یہ ایک علیحدہ داستان ہے کہ پاکستان کو کتنی بڑی بدنامی کا سامنا کرنا پڑا۔ محرک اس معزز ایوان میں پہلے بھی N.G.Os کے اصل کردار جو پاکستان کی بدنامی کا باعث ہو پیش کر چکا ہے لیکن ہر وہ N.G.O جو دشمنان پاکستان صرف اس لئے promote کرتے ہیں کہ پاکستان بدنام ہو گا کے خلاف حقیقتاً آج تک کچھ نہ ہو سکا ہے۔ اب رخسانہ بی بی دربدر ہے اور ان نام نہاد N.G.Os کے خلاف قانونی کارروائی کے لئے مختلف دروازوں پر جا رہی ہے۔ رخسانہ کے بقول اس کے تین بچے ہیں اور اس نے اس فلم میں مستقبل کے سہانے خواب دکھانے

والی شرمین عبید چنائے کے وعدوں پر بھروسہ کرتے ہوئے کام کیا تھا۔ اس سارے معاملہ میں (Survivor Foundation of Pakistan) نامی N.G.O کے کردار اور اصل مشن کا پتا لگایا جانا ازحد ضروری ہے اور اس N.G.O کے اصل سپانسرز کون ہیں اور فرنٹ مین کون ہیں؟ ان کرداروں کے خلاف جو پاکستان کی بدنامی اور عورتوں کو لالچ دے کر کروڑوں روپے کما رہے ہیں کو آہنی ہاتھوں سے نمٹنا ضروری ہے۔ نام نہاد اشرافیہ کی خواتین N.G.Os کے لبادہ میں کیا کچھ کر رہی ہیں۔ کہیں رخسانہ بی بی کا معاملہ، ایک اور مختاراں مائی سکینڈل کا آغاز ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین کی تحریک میں جو مؤقف اختیار کیا گیا ہے اُس میں contradiction موجود ہے یعنی ایک طرف اس تحریک میں کہا گیا ہے کہ رخسانہ بی بی کے چہرے پر واقعی تیزاب پھینکا گیا ہے، اُس کے ساتھ ظلم ہوا ہے اور وہ دربدر ہے۔ جہاں تک شرمین عبید چنائے کے کسی وعدے کے ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ ہے یہ ایک civil responsibility ہے کہ اگر اُس کے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے تو اسے پورا کیا جانا چاہئے لیکن اگر ظلم ہوا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ رخسانہ بی بی کے اوپر تیزاب پھینکا گیا اور اُس کی زندگی کو دوزخ بنا دیا گیا تو پھر اُس حقیقت کو ہمیں face کرنا چاہئے۔ اس کی وجہ سے اگر دنیا میں ہماری بدنامی ہوتی ہے تو پھر ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ایک طرف حقیقت کو ہم مانتے ہیں مگر دوسری طرف کہتے ہیں کہ اگر وہ حقیقت کسی کے اوپر آشکار ہو گئی ہے تو ہماری بدنامی ہوئی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس تحریک التوائے کار کو اس ایوان میں بحث کے لئے منظور کئے جانے کا کوئی جواز موجود نہیں ہے۔ اس میں صرف اور صرف ایک بات یہ ہے کہ رخسانہ بی بی کے ساتھ اگر کسی N.G.O یا کسی شرمین عبید چنائے نے کوئی وعدہ کیا ہے تو اُس کو پورا کیا جانا چاہئے اور اگر وہ وعدہ خلافی کر رہی ہیں تو اس کے لئے سول عدالتیں موجود ہیں وہ وہاں پر اپنا right claim کر سکتی ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے آپ یہ دیکھئے کہ اُس مظلوم خاتون کے پاس عدالت میں جانے کے لئے ایسے کوئی وسائل ہی نہیں ہیں۔ میں نے حکومت کی توجہ اس لئے کروائی ہے---

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! یہ جواب آ جانے کے بعد نہیں بول سکتے۔

جناب سپیکر: جی، آپ آرام سے بیٹھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ چاہتا ہوں کہ اُس کو shelter دیا جائے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! تفصیلی جواب کے بعد یہ بات نہیں کر سکتے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر یہ معزز خواتین ایک مظلوم خاتون کے لئے نہیں بولنے دینا چاہتیں تو کوئی بات نہیں لیکن ریکارڈ پر یہ ضرور آ جانا چاہئے کہ یہ خواتین مظلوم خواتین کے لئے کیا بات کرتی ہیں؟

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! آپ بتائیں کہ Rules کیا کہتے ہیں؟ Rules کے مطابق ایوان کو چلایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، Rules کے مطابق ہی چلیں گے۔

محترمہ ثمینہ خاور حیات: جناب سپیکر! جواب آ جانے کے بعد یہ نہیں بول سکتے۔

جناب سپیکر: This is not under Rule لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 768 محترمہ سیمل کامران صاحبہ اور چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 772/12 میاں طارق محمود صاحب کی طرف سے ہے۔

گجرات کے شہر ڈنگہ میں واٹر سپلائی کے پائپ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے پینے کا پانی گٹروں کے پانی میں مکس ہونے سے متعدد بیماریوں میں اضافہ

میاں طارق محمود: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حلقہ پی پی۔113 گجرات کے شہر ڈنگہ جس کی آبادی ساٹھ ہزار کے قریب نفوس پر مشتمل ہے، میں واٹر سپلائی کے لئے جو پائپ بچھائے گئے ہیں وہ پچیس تیس سال پرانے ہیں جو جگہ جگہ سے بوسیدہ ہونے اور اپنی مقررہ میعاد پوری ہونے کی بناء پر ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں جس کی وجہ سے واٹر سپلائی کے پانی میں گٹروں کا گندا پانی mix ہو کر اس شہر کے باسیوں کو سپلائی کیا جا رہا ہے۔ اس گندے پانی کی وجہ سے اس شہر میں پیٹ اور دیگر وبائی امراض عام ہیں۔ آدھی آبادی مختلف قسم کے موذی امراض میں مبتلا ہے۔ متعدد دفعہ متعلقہ

محکمہ کو اس جانب توجہ مبذول کروائی گئی ہے مگر کوئی کارروائی نہ ہوئی ہے جس بناء پر اس شہر کی آبادی میں حکومت وقت کے خلاف شدید اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میاں طارق محمود صاحب نے اس تحریک میں جس مسئلہ کی طرف نشاندہی کی ہے یہ درست ہے کہ ڈنگہ شہر میں واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں پرانی ہو چکی ہیں۔اس سلسلے میں انہی کی request پر وزیر اعلیٰ صاحب نے ایک directive issue کیا تھا جس پر اس کی feasibility report بن کر پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں جمع ہو چکی ہے اور blocked allocation سے فنڈز مہیا کر کے اس سکیم کو take up کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میاں صاحب! آپ کو مبارک ہو۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 773/12 بھی میاں طارق محمود صاحب کی ہے۔

گورنمنٹ جناح ڈگری کالج مزنگ لاہور کی پرنسپل کے نامناسب روّیے سے ٹیچنگ سٹاف کو پریشانی اور طالبات کالج چھوڑنے پر مجبور

میاں طارق محمود: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ گورنمنٹ جناح ڈگری کالج مزنگ لاہور میں پرنسپل اور ایک اسسٹنٹ پروفیسر کے درمیان مختلف قسم کے الزامات کے تحت محکمہ ہائر ایجوکیشن نے انکوائری کروائی اس کمیٹی نے جو رپورٹ دی اس میں یہ تحریر کیا گیا ہے کہ:

1. Assistant Professor to be warned against insubordination and indisciplined behaviour in service matters.
2. Principal of the college may be given counseling for human interaction and inter personal relationships.
3. This is not a matter which cannot be resolved. A Committee comprising four members of the college Teachers mutually agreed by both the officers, headed by one senior member

nominated by the Education Department, should be formed for the resolution of the conflict.

4. In case the conflict is not resolved then both, government servants can be transferred to different colleges of the city.
5. In the interest of the academic atmosphere at large, it is also recommended that the Principal should not be appointed from the same college to avoid these kinds of deep rooted problem/issues while working as colleagues.

انکوائری کمیٹی کی ان سفارشات کی روشنی میں دونوں سرکاری ملازمین کو یہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا مگر بعدازاں پرنسپل جو انتہائی بااثر ہیں جس کے تمام service career کے بارے میں اس کی فائل ملاحظہ کی جاسکتی ہے جو مختلف قسم کے الزامات سے بھری پڑی ہے، وہ جہاں بھی جس عہدہ پر تعینات ہوا ہے اس کو وہاں سے مختلف قسم کے الزامات کے تحت انکوائریوں کے نتیجہ میں ٹرانسفر کیا گیا۔ ہر دفعہ اس نے اپنے اثر ورسوخ کی بناء پر اپنی ٹرانسفر کروالی اور اس دفعہ بھی اس کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کے بعد اس کے ٹرانسفر آرڈر کینسل کر دیئے ہیں۔ وہ اسی کالج میں دوبارہ فرائض سرانجام دے رہی ہے جس بناء پر اس کالج کا ماحول پہلے سے زیادہ خراب ہو گیا ہے۔ یہاں تک کہ والدین نے اپنی بچیاں یہاں سے دوسرے کالجوں میں شفٹ کروانا شروع کر دی ہیں۔ اگر اس صورتحال پر کنٹرول نہ کیا گیا تو اس کالج کی صورتحال مزید خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس کو pending فرما دیں کیونکہ اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، کب تک pending کر دیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اگلے اجلاس تک کے لئے کر دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار اگلے اجلاس تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ خدیجہ عمر صاحبہ، محترمہ قمر عامر چودھری اور ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ کی ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار چودھری عامر سلطان

چیمہ صاحب اور محترمہ سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔۔۔تشریف فرما نہیں ہیں لہذا dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 779 چودھری عامر سلطان چیمہ اور سیمل کامران صاحبہ کی ہے۔۔۔تشریف فرما نہ ہیں لہذا یہ بھی dispose of کی جاتی ہے۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: اب محترمہ ساجدہ میر صاحبہ مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

سرگنگارام ہسپتال کی انتظامیہ کی لاپروائی کے معاملہ کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ ساجدہ میر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

"Issue raised by Mst Tayyaba Zamir (MPA) W-299 regarding negligence caused by the Administration of Services Hospital and Sir Ganga Ram Hospital"

لاہور کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی کہ:

"Issue raised by Mst Tayyaba Zamir (MPA) W-299 regarding negligence caused by the Administration of Services Hospital and Sir Ganga Ram Hospital"

لاہور کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"Issue raised by Mst Tayyaba Zamir (MPA) W-299 regarding negligence caused by the Administration of Services Hospital and Sir Ganga Ram Hospital"

لاہور کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں ایک ماہ کی توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محترمہ ساجدہ میر: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک اور بھیrequestکرنا چاہتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کے دو ممبران کو بھی اس کمیٹی میں شامل کیا جائے۔

رپورٹ

(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ وزیر اعلیٰ انسپکشن ٹیم کے دو ممبران کو بھی اس میں شامل کر لیا جائے۔ اب راجہ محمد حنیف عباسی صاحب مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) استحقاقات صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ2012 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

راجہ محمد حنیف عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں

"The Provincial Assembly of the Punjab Privileges (Amendment) Bill 2012(Bill No 22 of 2012)"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

رپورٹ

(میعاد میں توسیع)

جناب سپیکر: جی، رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔اب مہر اشتیاق احمد صاحب مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2012اور نشان زدہ سوال نمبر4155 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"The Punjab Local Government Bill 2012 (Bill No 23 of 2012) and Starred Question No 4155"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں31-08-2012تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"The Punjab Local Government Bill 2012 (Bill No 23 of 2012) and Starred Question No 4155"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں31-08-2012تک توسیع کر دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"The Punjab Local Government Bill 2012 (Bill No 23 of 2012) and Starred Question No 4155"

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں31-08-2012تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر:اب ہم سرکاری شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر درج ذیل سرکاری کارروائی ہے۔۔۔
محترمہ ثمینہ خاور حیات:پوائنٹ آف آرڈر۔
جناب سپیکر:جی، فرمائیں!

کورم کی نشاندہی

محترمہ ثمینہ خاور حیات:جناب سپیکر!کورم پورا نہ ہے۔
جناب سپیکر:جی، کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا نہ ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔
(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)
جی، گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
جی، کورم پورا ہے لہذا اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو متعارف ہوا)

MR SPEAKER: Today we have on our Agenda the following Govt. business:

a. Introduction of Bill
b. Reconsideration and Passage of Bills
c. Consideration and Passage of Bills

First, we will take up the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2012. Minister for Law may move to introduce the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2012.

مسودہ قانون (ترمیم) سوشل سروسز بورڈ پنجاب مصدرہ 2012

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I introduce the Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2012.

MR SPEAKER: The Punjab Social Services Board (Amendment) Bill 2012 has been introduced in the House under Rule 91(5) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 and is referred to the Standing Committee on Social Welfare, Women Development and Bait-ul-Maal for report within one month.

مسودات قانون

(جو دوبارہ زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مصدرہ 2011

MR SPEAKER: The message of the Governor in respect of the Parks and Horticulture Authority Bill 2011 is taken into consideration at once. Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker, I move:

> "That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as originally passed by the Assembly on 07-06-2012 and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as originally passed by the Assembly on 07-06-2012 and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!.I oppose it

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس ایوان کی 65 سالہ تاریخ میں پہلی دفعہ ایک trend set کیا گیا ہے کہ ایک ایک دن میں 14,14 یا 15,15 یا 10,10 Bills پیش بھی کروائے جاتے ہیں اور ان پر بحث کر کے انہیں پاس بھی کروایا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ قانون سازی یا legislation کی اور کوئی توہین نہیں ہو سکتی۔ (قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Please! No interruptions and no cross talk, please.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ایک ایک لفظ پر جب تک تمام ممبران اسمبلی جو اٹھارہ کروڑ عوام کو represent کر رہے ہیں اور ان کو یہاں پر سیر حاصل گفتگو کرنے کا موقع دیئے بغیر یا جب تک اس پر سیر حاصل گفتگو ہو جائے، تمام طبقہ ہائے فکر کی آراء کو اس ایوان کے اندر زیر بحث لایا جائے اور نہ ہی ان opinion کے difference کو یہاں سے علیحدہ کر کے اپنی اپنی opinions کو سن لیا جائے تو میرا خیال ہے کہ اس وقت تک قانون سازی کے وہ بنیادی تقاضے کسی صورت پورے نہیں ہو سکتے۔ میں معزز لاء منسٹر کو یہ تجویز دوں گا کہ یہ جو کلماڑا ٹائپ قانون سازی ہے اور پندرہ پندرہ Bills ایک دن یعنی یہ چاہتے ہیں کہ دو گھنٹے کے اندر ان پندرہ Bills پر بحث کروا کر ان کو پاس کیا جائے تو میری ان سے استدعا ہے کہ اگر یہ legislation کے تھوڑے سے معنی بھی جانتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان سے استدعا نہ کریں، آپ مجھ سے بات کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے ان سے محبت کا اظہار کر رہا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، وہ آپ کی بات کا جواب دیں گے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جب تک قانون سازی کی ان بنیادی چیزوں کو زیر بحث نہ لایا جائے یا ان کے بنیادی تقاضے پورے نہ کئے جائیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک قانون سازی کے بنیادی تقاضے پورے نہیں ہوں گے۔ دوسری میری استدعا ہے کہ گزشتہ ایک سال سے لاء منسٹر نے ایک ہی وتیرہ پکڑا ہوا ہے کہ جب قانون سازی پر پندرہ یا بارہ نکات پر بحث کی جاتی ہے تو بجائے اس کے کہ معزز لاء منسٹر ہر نکتہ پر علیحدہ علیحدہ اپنا view points دیں، حکومت کو defend کریں اور

اپنی اس legislation کے logics کو پیش کریں لیکن ہوتا یہ ہے کہ میں اس پر objections کے پندرہ نکات لگاتا ہوں تو معزز لاء منسٹر دومنٹ کے اندر یہ کہتے ہیں کہ میں ان آراء سے اتفاق نہیں کرتا اور اس رائے کو voting کے لئے پیش کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: پھر آپ جمہوریت کس کو کہتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! جتنے objections کئے جائیں تو معزز لاء منسٹر کو ہر objection پر اپنا view point کو تفصیل کے ساتھ دینا چاہئے۔ گورنر پنجاب نے جو Bill واپس بھیجا ہے اس پر جو انہوں نے بحث کی ہے اور اعتراضات لگائے ہیں یہ بڑے valid اعتراضات ہیں کہ acquisition of land کے ذریعے جو constitutional rights عوام کو دیئے گئے ہیں ان کو absorb کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس بات سے کوئی اختلاف نہیں ہے کہ land acquisition کے تحت حکومت پنجاب کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ public convenience کے لئے جس زمین کی حکومت کو ضرورت ہو وہ اس فریم ورک اور requirement کی حد تک ان اصولوں کے اندر، rules کے اندر رہتے ہوئے زمین کو acquire کر سکتے ہیں لیکن لاہور کے شہر کو ان حکمرانوں کے رحم وکرم پر مت چھوڑیں کہ لاہور کے شہریوں کی زمین کو acquire کرنے کے لئے بیک وقت انہوں نے چار کلہاڑے قائم کئے ہوئے ہیں۔ ایک تو LDA کے تحت کسی بھی زمین کے حصے کو یہ acquire کر سکتے ہیں، یہ PHA کے تحت بھی green belt کے نام پر، green area کے نام پر اور پبلک پارکس کے نام پر یہ زمین کو acquire کر سکتے ہیں پھر Walled City Authority انہوں نے بنائی ہے اس کے تحت بھی لاہوریوں کی ذاتی جائیداد کو acquire کرنے کے اختیارات ان قوانین کے تحت انہوں نے دلوا دیئے ہیں۔ Acquisition of land for public convenience کا مطلب یہ نہیں ہوتا، public convenience کا مطلب پبلک کی سہولت ہوتا ہے نہ کہ حکمرانوں کی گزرگاہوں کو خوبصورت کرنے کے لئے لوگوں کی زمینوں کو acquire کرنا شروع کر دیا جائے۔ جس طرح وزیراعلیٰ پنجاب صرف لاہور کے وزیراعلیٰ نہیں ہیں، اسی طرح لاہور کے اندر بھی وہ صرف رائیونڈ روڈ کے وزیراعلیٰ نہیں ہیں کہ آج اسمبلی ہال سے لے کر رائیونڈ میں ان کے محل تک جانے والی سڑک کی beautification کو ذرا شمالی لاہور کے ان محلوں کی خوبصورتی سے compare کریں۔ صرف ذاتی گزرگاہوں کو بہتر کرنے کے لئے عوام کے اربوں روپے نہیں ہوتے کہ شوکت خانم ہسپتال سے لے کر انہوں نے اپنے گھر تک جو سڑک بنائی ہوئی ہے اس کو ذرا باقی پورے لاہور کی سڑکوں کے ساتھ

compare کریں تو آپ کو پتا چلے گا کہ انہوں نے شمالی لاہور کو کتنا زیادہ deprive کیا ہوا ہے۔ Acquisition of Land کے تحت جو اختیارات حکومت کو ہیں ان کو بیورو کریسی جس طرح سے استعمال کرتی ہے وہ بھی ایک مضحکہ خیز صورتحال ہے۔ وہاں پر ایک ہی طرح کی زمین، جڑواں زمین، ایک فرد کو کسی اور ریٹ پر دی جارہی ہوتی ہے اور بالکل اس کے ساتھ ملحقہ زمین کسی اور ریٹ پر دی جا رہی ہوتی ہے، ان کی اپنی پسند اور ناپسند ہے۔ اگر کسی فرد کی زمین کو acquisition کے تحت لیا جارہا ہو تو کچھ اور terms and conditions کے تحت اس سے زمین لی جاتی ہے تو محسوس یہ ہوتا ہے کہ شاید یہ Acquisition of Land اپنے لوگوں کو نوازنے کے لئے اور مخالف ووٹروں کو victimize کرنے کے لئے ہے۔ انہوں نے یہ چار کلہاڑے قائم کئے ہوئے ہیں۔ چوتھا کلہاڑا یہ ہے کہ PLGO 2001 کے تحت بھی لاہوریوں سے زمین لینے کے، Acquisition of Land کے اختیارات موجود ہیں۔ اب ایک طرف PHA ہے، ایک طرف LDA ہے، ایک طرف لوکل گورنمنٹ ہے اور ایک طرف Lahore Walled City Ordinance کے تحت یہ لوگوں کے وہ اختیارات جو Constitution کے آرٹیکل 24 کے تحت ان کو دیئے گئے ہیں، ان کو usurp کیا گیا ہے اس کی violation کرتے ہوئے یہاں پر discrimination کرکے، پسند اور ناپسند کو دیکھتے ہوئے یہ acquisition کی جاتی ہے۔

اگر وفاقی حکومت کے legislation کے attitude کو اپنایا جاتا، انہوں نے آج تک جتنی بھی legislation کی ہے ایوان میں موجود تمام سیاسی پارٹیاں جو مختلف policies اور مختلف manifesto رکھتی ہیں ان کو on board لے کر unanimously کی ہے اور 100 percent votes کے ساتھ legislation کے concept کو develop کیا ہے۔ 18th Amendment کو بھی 19th Amendment کو بھی اور 20th Amendment کو بھی اور انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب سرائیکی صوبہ کے قیام کے لئے بھی ہم unanimous legislation کریں گے اور سرائیکیوں کو ان کے حقوق دیں گے۔ میری لاء منسٹر صاحب سے ایک استدعا ہے کہ جس طرح فیڈرل کے اندر انہوں نے ہمارے ساتھ تعاون کیا ہے جس طرح انہوں نے اٹھارھویں، انیسویں اور بیسویں ترمیم میں اپنے اختلافی نوٹ کو ایک ساتھ بیٹھ کر حل کیا ہے۔ اگر پنجاب کے اندر بھی یہ اس طرح کی کوشش کریں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہم ان کو وہی سہولت دیں گے جو ہم ان کو فیڈرل کے اندر دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آج دیکھتے ہیں آپ کیا کرتے ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: اگر ایسا کیا جائے تو جو چالیس کے قریب بل گورنر پنجاب نے ان کو واپس بھیجے ہیں، اگر ان کا legislative attitude جو ہے وہ proper اور reasonable ہوتا یا عوام کی خواہشات کے مطابق ہوتا تو یہ چالیس کے قریب بل ان کو واپس نہ دیئے جاتے چونکہ وہ تمام سیاسی پارٹیاں جو اس معزز ایوان میں اپنی representation رکھتی ہیں ان کے ساتھ مل کر اگر legislation کی جاتی تو تھوڑے وقت میں بھی زیادہ legislation ہو جاتی۔

جناب سپیکر: جو گورنر صاحب کا اختیار ہے وہ استعمال کرتے ہیں اور جو ایوان کا اختیار ہے وہ استعمال کرتا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! گورنر صاحب کی پارٹی کے لوگ جب آپ کو یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ساتھ مل کر آپ کی کمیٹیوں کے اندر ان چیزوں کو حل کرنے کے لئے تیار ہیں تو جب آپ ایوان میں unanimous legislation کریں گے تو گورنر بل کیوں واپس بھیجیں گے؟ گورنر صاحب کے بل واپس بھیجنے کی وجہ ہمارے معزز لاء منسٹر کا [***] ہے اگر وہ اس کو بہتر کر لیں تو اچھی legislation ہو سکتی ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: یہ لاء منسٹر کیلئے ہی اس ایوان کے ممبر ہیں۔ باقی صاحبان آپ اور یہ لوگ ممبران نہیں ہیں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے ان کے [***] کی بات کی ہے۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جو گورنر صاحب نے اعتراضات اس بل پر لگا کر بھیجے ہیں ان کی طرف تو نولاٹیا صاحب نے بہت کم گفتگو کی ہے اور جس طرح سے انہوں نے فرمایا کہ یہ آپ کی وساطت سے میرے ساتھ اظہار محبت کر رہے تھے لیکن ان کو اتنی بات کی سمجھ ہونی چاہئے کہ میرے جیسے انسان کے ساتھ اظہارِ محبت کسی عقل اور argument کی بنیاد پر ہو سکتا ہے، [*****]

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے غلطی کی ہے، یہ اظہار محبت کے لائق ہی نہیں ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یعنی انہوں نے مجھ سے اظہارِ محبت ضرور کیا ہے لیکن عقل اور فکر کی بنیاد پر نہیں [*****]

---

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 261 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: نہیں۔ No, these words should be deleted.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے پہلی مثال۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! نہیں۔ جہالت کی بات نہیں کرنی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے یہ مثال دی کہ اوپر تو ہم ہر چیز consensus سے کرتے ہیں۔ اٹھارہویں ترمیم، انیسویں ترمیم، بیسویں ترمیم ہم نے consensus کے ساتھ کی ہے۔ یہاں پر consensus کیوں نہیں ہوتا، میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہاں ہم آئین میں ترمیم کر رہے ہیں؟ وہاں پر آپ consensus اس لئے کرتے ہیں کہ آپ کے پاس 2/3 majority نہیں ہے۔ آپ کی مجبوری ہے کہ آپ جب آئین میں ترمیم کریں تو consensus کے بغیر نہیں کر سکتے اور جہاں تک legislation کا تعلق ہے آپ یہاں پر تو کہتے ہیں کہ یہ ایک دن میں legislation کر لیتے ہیں تو آپ نے تو وہاں پر انتہائی متنازع اور شرمناک توہین عدالت بل پاس کیا ہے۔ آپ اس کا بھی ذرا خیال رکھیں کہ اس کو آپ نے کتنے ٹائم میں legislate کیا ہے؟

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیم، شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! Procedure یہ ہے کہ پہلے ڈیپارٹمنٹ پوری عرق ریزی سے بل کو تیار کرتا ہے، اس کے بعد لاء ڈیپارٹمنٹ اس کو vet کرتا ہے، اس کے بعد بل اسمبلی میں lay ہوتا ہے اور lay ہونے کے بعد وہ باقاعدہ سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس جاتا ہے۔ سٹینڈنگ کمیٹی میں اس معزز ایوان کے دس ممبران ہوتے ہیں اور ان دس میں سے جو ہماری یہاں پر ratio ہے تقریباً ہر کمیٹی میں چار سے پانچ ممبران کا تعلق اپوزیشن سے ہے۔ وہاں پر وہ ایک ایک لفظ کو دیکھتے ہیں اور اس کے بعد جب اس کو وہ vet کرتے ہیں تو پھر دوبارہ یہ House for passage میں آتا ہے آپ تو وہاں پر مرکز میں توہین عدالت کا بل لاتے ہیں، اس کو آپ کمیٹی کے سپرد بھی نہیں کرتے، تمام rules کو violate کر کے، suspend کر کے بل پاس کراتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے "شیم، شیم" کی آوازیں)

جناب سپیکر! یہ تمام کے تمام بل باقاعدہ ایوان میں lay ہوئے، ایوان میں lay ہونے کے بعد سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس گئے، سٹینڈنگ کمیٹی کے معزز ممبران نے ان کے لفظ لفظ پر غور کیا اور اس کے بعد ان

کوfor consideration House میں بھیجا۔اگر اپوزیشن کے ممبران کمیٹی میں بیٹھ کر اپنا نقطہ نظر بیان نہ کریں اور وہاں سے بل unanimously for consideration House میں آ جائے اور ایوان میں پوری اپوزیشن صرف اور صرف اکیلے نولاٹیا صاحب میں سمٹ کر آ جائے تو پھر اس کے بعد ایک دن میں پندرہ بل بھی پاس ہو سکتے ہیں اور دس بھی پاس ہو سکتے ہیں۔جہاں تک گورنر صاحب کے اعتراضات کا تعلق ہے تو گورنر صاحب کا تو اب روّیہ یہ ہو گیا ہے کہ انہوں نے جو ہم نے ایک Animal Husbandry Bill بھیجا تھا اس میں ہم نے animal کی definition لکھ کر بھیجی تھی انہوں نے اس کے اوپر بھی اعتراض لگا کر بھیج دیا اور دوسرا ایک اپوزیشن کا بل تھا جسے عامر سلطان چیمہ صاحب نے move کیا ہم نے اس میں good will gesture دیا اور اپوزیشن کا بل یہاں سے legislate ہونے دیا، legislation کے بعد اور ایوان سے پاس ہونے کے بعد وہ گورنر صاحب کے پاس گیا انہوں نے اس کے اوپر بھی اعتراض لگا دیا۔یعنی انہوں نے وہاں پر انگریزی لکھنے کے لئے ایک ٹیم بٹھائی ہوئی ہے جو بھی بل جاتا ہے وہ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے ہے یا گورنمنٹ کی طرف سے ہے وہ ہر بل پر ایک جیسے اعتراضات لگا دیتے ہیں۔آپ تمام بل اٹھا کر دیکھیں۔۔۔

جناب سپیکر:انہوں نے برابر رکھا ہے difference نہیں کیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان):اس لئے میری آپ سے یہی گزارش ہے کہ گورنر صاحب کے message کو rule out کیا جائے اور اس بل کو as it was passed originally کیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the Parks and Horticulture Authority Bill, 2011 as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116 (2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Mr Speaker! I move:

"That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is;

"That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Parks and Horticulture Authority Bill 2011, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) اینیمل سلاٹر کنٹرول پنجاب مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012 (Bill No.4 of 2012). Minister for Law may move the motion for reconsideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Mr Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the Punjab Animal Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as passed by the Assembly on 07-06-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The message of the Governor in respect of the Punjab Animal Slaughter Control (Amendment) Bill 2012 is taken into consideration at once. Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: Sir! I oppose it.

(Interruptions)

MR SPEAKER: No cross talks please. Chaudhary Ehsan-ul-Haq Ahsan Nolatia!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس بل کے اندر statement of objects جو ہیں وہ ناکافی ہیں، انہوں نے اس کی وضاحت بھی نہیں کی کہ گورنر پنجاب نے جو objection لگا کر بھیجا ہے کہ animal کی definition کے اندر change کیوں کرنا چاہتے ہیں؟ اگر یہ تبدیل نہ کریں تو اس بل میں کیا مشکلات پیش آتی ہیں اور اگر یہ کر دیں تو پنجاب کے عوام کو کیا سہولیات ملے گی۔ اس بل کے اندر پہلے ہی animal کی definition موجود ہے کہ

(a) "Animal" means a bull, bullock, buffalo-bull, camel, cow, goat, ostrich, sheep or any other animal of any age….

معزز وزیر قانون اس میں change کرنا چاہتے ہیں کہ جہاں پر buffalo-bull, camel, cow, goat کو شامل کیا ہے یعنی camel کو انہوں نے اس میں شامل کیا ہے اس پر ہمیں بھی کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن ostrich یعنی شتر مرغ کو بھی اس میں شامل کرنا چاہتے ہیں جس کو پوری دنیا پرندہ کہتی ہے لیکن ہمارے وزیر قانون اس کو animal کی definition میں لے کر آتے ہیں sheep or any other animal of any age. domesticated in captivity یہ انہوں نے اس کے ساتھ ایک اضافہ کیا ہے۔ میرے خیال میں animals کے نام لکھنے کے بعد پھر چند ایسے جنہیں یہ کہتے ہیں کہ domesticated in captivity اس کی اگر اپنی تقریر کے اندر یہ definition فرمادیں کہ دس جانوروں کے نام لکھ کر ان کو domesticated in captivity بات لکھنے کی ضرورت کیوں پیش آئی ہے اور وہ اگر Animals Slaughter Control (Amendment) Bill کے اندر نہ لکھا جائے تو کیا نقصان ہے اور اگر لکھ دیا ہے تو اس کا اٹھارہ انیس کروڑ عوام کو کیا فائدہ ہوا ہے؟ ostrich یعنی شتر مرغ کے بارے میں جو انہوں نے لکھا ہے، پوری دنیا کی definition کو اگر مان لیا جائے تو وہ اسے پرندہ کہتے ہیں اور اگر ہم اپنے وزیر قانون کی definition کو تسلیم کریں تو وہ اسے جانور کہتے ہیں۔ اب یہ پاکستان کا native پرندہ یا جانور دونوں صورتوں میں پاکستان کا native نہیں ہے بلکہ یہ دنیا کے کچھ اور علاقوں افریقہ وغیرہ کا ہے۔ اب ہمارے یہاں پہلے ہی۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صنعت (جناب محمد تجمل حسین): اب کافی بات ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا کرتے ہیں، ان کو interrupt کیوں کر رہے ہیں؟ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ان کو interrupt نہ کریں یہ ان کا right ہے۔ Let him speak.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ The Punjab Wildlife (Protection, Preservation, Conservation and Management) Act 1974 کے تحت اس کو پاکستان میں import کرنا بھی جرم ہے، اس کی تجارت بھی جرم ہے، اس کی sale اور purchase بھی جرم ہے اس کو رکھنا بھی جرم ہے جب تک کہ اس کا لائسنس لے کر ایسا نہ کیا جائے۔ اب مجھے یہ نہیں پتا کہ contradictory to that law جو کہ exotic کی definition کے اندر ostrich آتا ہے۔ اب پتا نہیں وزیر قانون کو اس کی slaughter کے معاملے میں اس کی کیا ضرورت پیش آئی ہے کہ اس کا تذکرہ اس کے اندر ضرور کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے جو portion انہوں نے دیا ہے domesticated in captivity کے اندر جس کی میں نے ابھی بات کی ہے کیا یہ اس کی بھی وضاحت فرمادیں گے؟

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ ان کو اس ترمیم سے کوئی specific فائدہ یا نقصان ہو گا اس کی وضاحت بھی یہ ضرور فرمادیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: تشریف رکھیں، ان سے پوچھتے ہیں۔ جناب وزیر قانون! آپ سے دو وضاحتیں مانگ رہے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! گورنمنٹ کی شتر مرغ سے دوستی ہے نہ دشمنی ہے گورنر صاحب ایسے ہی اعتراضات لگاتے رہتے ہیں۔ اب ان کا اعتراض آپ دیکھیں کہ کیا ہے؟ "چونکہ شتر مرغ پاکستان کا آبائی جانور نہ ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کہ اس کو شامل نہ کیا جائے جبکہ پوری دنیا میں شتر مرغ کا جانور فروخت ہوتا ہے اور اس کی farming بھی کی جاتی ہے، اس کے علاوہ ہمارے ملک کی گوشت کی جو ضروریات ہیں ان کو پیش نظر رکھتے ہوئے اگر شتر مرغ کی farming کو allow کیا جائے اور slaughter Act میں اس کو cover کر کے اس کا گوشت لوگوں کو فراہم کیا جائے تو نہ صرف اس سے گوشت کی ضروریات پوری ہوں گی بلکہ شتر مرغ کا گوشت ویسے بھی صحت کے لئے بہت موزوں ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میری بات کا جواب نہیں دیا گیا۔ یہ اس کی وضاحت فرما دیں کہ اس کی domesticated in captivity کے اندر اور کیا کیا چیزیں ہیں؟

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں گوشت کی کمی کو پورا کرنے کے لئے ہم اس کی farming کرانا چاہتے ہیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! اس کے لئے تو کنٹرول ایکٹ موجود ہے۔

جناب سپیکر: اس کے بغیر تو ہو ہی نہیں سکتا۔

چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ): نولاٹیا صاحب! ہن تسی بہہ جاؤ۔

MR SPEAKER: Manda Sahib! This is not good for you and be careful in future.

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Animal Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Animal Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Animals Slaughter Control (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون نصاب تعلیم اتھارٹی پنجاب مصدرہ2012

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Curriculum Authority Bill 2012 (Bill No.1 of 2012). Minister for Law may move the motion for reconsideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan)**:** Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

MR SPEAKER: What you said? Opposed?

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جی۔

جناب سپیکر: If so then you should say! جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! I oppose

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس بل میں بھی انہوں نے statement of object کو clarify نہیں کیا۔ اس سے پہلے اس subject سے متعلقہ پنجاب کے دو قوانین موجود ہیں ان کی موجودگی میں Punjab Curriculum Authority Bill 2012 کی معزز وزیر قانون کو کیا ضرورت پیش آئی ہے؟ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ بھی اس سے متعلقہ matters کو پہلے deal کر رہا ہے۔ The Provincial Bureau of Curriculum and CRDC میں بھی اس سے concerning matters deal کئے جا رہے ہیں۔ اب ان دونوں کی موجودگی میں معزز وزیر قانون اور حکومت کو The Punjab Curriculum Authority Bill 2012 کی جو ضرورت پیش آئی ہے معزز وزیر قانون اس کی تھوڑی سی وضاحت فرمادیں۔ Maintenance of Standards of Education in the Punjab کے دو portion ہیں۔ پوری دنیا میں modernization and scientific research کی شکل میں ایجوکیشن کی جو نئی چیزیں آ گئی ہیں ان کے مطابق curriculum کو modernize کرنا، اسے evaluate کرنا analysis کرنا اور اسے modern طریقوں کے تحت change کرنے کے portion کو Maintenance of Standards of Education in the Punjab کہتے ہیں۔ دوسرا portion ہے کہ curriculum میں standards طے کر دیئے گئے ہیں یا جن standards کے تحت کسی سٹوڈنٹس کو evaluate کیا جاتا ہے کہ اس نے ستر فیصد نمبر لئے ہیں یا تینتیس فیصد نمبر لئے ہیں اس کو maintain کرنے کا اختیار یقیناً صوبائی حکومت کا ہے کہ Maintenance of Standards of Education کا تعلق implementation سے ہے، governance سے ہے اور ایڈمنسٹریشن کی خوبصورتی کے ساتھ ہے لیکن پوری دنیا کے اندر curriculum کو modernization and research کی شکل میں جو new ideas ہیں ان کے تحت curriculum کو update کرنا صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں

نہیں آتا۔میں معزز وزیر قانون کی توجہ دلاؤں گا کہ پہلے بھی بار بار کہا کرتے تھے کہ after 18th, 19th amendment Concurrent List ختم کردی گئی ہے اور Federal Legislative List I and II پر جن subjects کا تذکرہ کر دیا گیا ہے ان پر قانون سازی پنجاب یا دوسرے صوبے نہیں کر سکیں گے لیکن اس کے علاوہ جتنے بھی subjects ہیں ان میں پنجاب اور باقی صوبے قانون سازی کریں گے۔ میں معزز وزیر قانون کی توجہ فیڈرل کی Second Legislative List پر دلاؤں گا کہ Standards in Institutions for Higher Education, Research, Scientific and Technical Institutions اب Federal Legislative List کے مطابق یہ وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے کہ وہ اس پر قانون سازی کرے اور یہ صوبوں کے دائرہ اختیار میں نہیں آتا۔اگر معزز وزیر قانون Maintenance of Standards کی definition، curricula کو update کرنا سمجھ رہے ہیں تو یہ غلط ہے۔اگر اس طے شدہ standard کو تعلیمی اداروں میں maintain کرنے کی بات کریں تو یقیناً وہ صوبوں کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ ان تین باتوں کی وضاحت فرما دیں اس کے بعد جو انہوں نے سوچا ہے اس کو یہ پاس تو کر ہی لیں گے۔میں ایک بات کا تذکرہ کر کے اجازت چاہوں گا کہ قیام پاکستان کے وقت تمام تعلیمی اختیارات صوبوں کے پاس تھے اور صوبے اپنے اپنے culture اپنی اپنی زبان اور اپنے اپنے حالات و واقعات کے مطابق اپنا set curriculum کیا کرتے تھے لیکن پاکستان کی تاریخ میں جو 1971 کا ایک بہت بڑا سانحہ ہوا وہاں پر دانشوروں نے یہ طے کیا اور محسوس کیا کہ اگر ایجوکیشن federal subject ہوتا، اگر curricula ملکی سطح پر بنتا تو وہ بنگالی، پنجابی، سندھی، بلوچی یا پشتون سطح پر نہ بنتا تو شاید اتنی وسیع مقدار کے اندر نئی قوم کو provincialism یا صوبائی عصبیت کی ایجوکیشن نہ ہوتی بلکہ ملکی سطح کی ہوتی۔1971 کے سانحہ کے بعد ایجوکیشن اور ایجوکیشن کے curricula کو اور ایجوکیشن کے سلیبس کو صوبوں سے اٹھا کر فیڈرل کو دے دیا گیا۔خدا نہ کرے خدا نہ کرے اگر اب بھی کسی صوبے کے اندر جیسا کہ کسی حد تک ہے اس کو ختم کرنے کے لئے curricula set کرنے، سلیبس set کرنے کے اختیارات صوبوں کی بجائے مرکز کو ہونے چاہئیں جیسا کہ Federal Legislative List کے اندر ہیں۔ میں معزز وزیر قانون سے استدعا کروں گا کہ ہر جگہ پر اپنی ضد کریں لیکن سلیبس کے معاملے میں نہ کریں۔شکریہ

رائے محمد شاہجہان خان: جناب سپیکر! میں اس میں کچھ add کرنا چاہتا ہوں-

جناب سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے محمد شاہجہان خان: شکریہ- جناب سپیکر! گورنر صاحب نے اپنے پیغام میں کہا ہے کہ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ already پنجاب میں exist کرتا ہے اس لئے یہ اس کے functions کو overlap کرے گا یہ wastage of efforts ہو گا اور ان کے پاس وہ expertise بھی نہیں ہوں گے جو ملک گیر سلیبس کو ہم آہنگ کر سکیں اور جیسے میرے بھائی نولاٹیا صاحب نے فرمایا کہ صوبوں میں مختلف سلیبس نہیں ہونا چاہئے اس لئے اسے فیڈرل کا domain رہنے دیا جائے اور پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کا آئندہ کیا function ہو گا، اس کا مستقبل کیا ہو گا؟ اس سے اس کا failure بھی سامنے آتا ہے کہ ایک ایسا بورڈ موجود تھا جو ہمارے curricula کو update کرتا رہتا تھا لیکن وہ اپنے functions میں fail ہوا ہے لہذا یہ بھی وضاحت کر دی جائے کہ اس نئے قانون کے بعد اس کا کیا function ہو گا-

جناب سپیکر: جی رانا صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایک ہی بات ہے جو انہوں نے جو دو تین ضمن میں یا دو تین طریقوں سے کی ہے- گورنر صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ مجوزہ قانون ایک وفاق کے Federal Legislative List کے ضمن نمبر 12(Part-II) میں درج ہے پر بنایا گیا ہے چونکہ اس میں یونیورسٹی کا بھی ذکر ہے- اس subject پر موجودہ وفاقی قانون جو کہ 1976 کا ہے موجود ہے اور صوبائی اسمبلی اس پر قانون سازی نہ کر سکتی ہے- یہ ان کا basic اعتراض ہے- اس کے متعلق جو ہمارا موقف ہے جو کہ درست ہے کہ نصاب پر جو وفاقی قانون بذریعہ ایکٹ 1976 موجود ہے وہ تنسیخ شدہ Concurrent Legislative List کے ضمن نمبر 38 کے تحت بنایا گیا ہے- یہ ضمن نمبر 12 کے تحت نہیں ہے- ہم نے 12 کے Part-II کو touch نہیں کیا- یہ Concurrent List کے ضمن نمبر 38 کے تحت بنایا گیا ہے اور اب اس وقت جو Federal Legislative List ہے اس میں ضمن نمبر 38 کا کوئی ذکر نہیں ہے-

MR SPEAKER: Yes, agreed.

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the

Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly, be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly, be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Curriculum Authority Bill 2012, as originally passed by the Assembly, be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: House کا وقت ایک گھنٹہ اور بڑھایا جاتا ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) (انضباط) ترقیاتی اداروں کی فروخت اراضی مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012 (Bill No.10 of 2012).

Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21-06-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the message of the Governor in respect of the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21-06-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012 , as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be

reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ-AHSAN NOLATIA: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب نے اس کو oppose کیا ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس میں again وہی بات ہے۔ اس کی statement of objects بڑی ambiguous ہے اور اس میں انہوں نے پوری تفصیل بیان نہیں کی ہے۔ یہ اگر Disposal of Land by Development Authorities کرنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے تھا کہ ان Authorities کے جو اپنے Bills موجود ہیں ان کے اندر ہی اس کا تذکرہ کر دیتے کہ ان کی land کو کس procedure کے تحت dispose of کیا جائے گا۔ اب انہوں نے چند کا تذکرہ تو کر دیا ہے کہ:

"Development Authority" means the Lahore Development Authority (LDA), the Bahawalpur Development Authority, the Dera Ghazi Khan Development Authority, an authority established under the Development of Cities Act, 1976…"

جناب سپیکر! انہوں نے Development of Cities Act,1976 کے تحت قائم شدہ Development Authorities کا ذکر کیا ہے اگر ان سب کے نام بھی لکھ دیئے جاتے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں تھا۔ جس طرح Bahawalpur Development Authority, Dera Ghazi Khan اور ایل ڈی اے کا تذکرہ کیا گیا ہے اگر Act,1976 کے تحت بننے والی Authorities کا بھی تفصیل سے ذکر کر دیتے تو یہ اور زیادہ clarified ہو جاتا۔

جناب سپیکر! دوسرا انہوں نے اس میں جو ترمیم تجویز کی ہے یہ بڑی عجیب ہے اور پتا نہیں اس کے اندر ان کی کیا فلاسفی ہے؟ پہلے غریب لوگوں کا پانچ فیصد حصہ تھا اب اس کو انہوں نے کم کر کے تین فیصد کر دیا ہے۔ اس حوالے سے گورنر صاحب کا message ہے کہ:

(iv) As per existing Section 4(b)(2)(vi) of the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) Act, 1998, 5 percent plots falling in the zone of up to 5 marla have been reserved for the destitute (by

ballot), whereas the said quota of plots is being decreased upto 3 percent under the proposed Bill in Clause 4(b)(2)(vii).

یہ amendment غریبوں کے ساتھ معزز وزیر قانون کی خصوصی محبت کی غماز ہے۔ اگر یہ اس ایک amendment کو واپس لے لیں تو شاید ان کے نامہ اعمال میں غریبوں کے لئے کوئی خوش خبری لکھی جائے۔ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! نولاٹیا صاحب نے ذکر کیا ہے کہ جن Authorities کا قیام Act,1976 کے تحت کیا گیا ہے ان کے نام نہیں لکھے گئے۔ وہ تو understood ہے اس Act کے تحت جو Authorities بنی ہیں جیسے FDA,GDA اور MDA وغیرہ یہ سب اس میں شامل ہیں۔ جہاں تک انہوں نے quota کی بات کی ہے تو اس حوالے سے میں پوری تفصیل ان کے سامنے رکھ دیتا ہوں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ موجودہ حکومت عام آدمی کو زیادہ سے زیادہ benefit کرنا چاہتی ہے۔ اس میں پولیس کے لئے دو فیصد quota دیا گیا ہے جبکہ تمام سرکاری اداروں کے ملازمین کے لئے علیحدہ سے دو فیصد quota مختص کیا گیا ہے۔ یہ سب لوگ poor class میں ہی آتے ہیں۔ اسی طرح فوجیوں کے لئے پانچ فیصد، حاضر اور ریٹائرڈ ملازمین کے لئے علیحدہ سے پانچ فیصد quota رکھا گیا ہے۔ اقلیتوں کے لئے ایک فیصد اور نادار افراد کے لئے تین فیصد quota رکھا گیا ہے۔ اس طرح سے یہ کل 20 فیصد quota special categories کے لئے مختص کیا گیا ہے اور باقی اسی فیصد بھی عام آدمی کے لئے ہے۔۔۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا پولیس بھی غرباء میں شمار ہوتی ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): یہ پلاٹ قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے جائیں گے اس اسی فیصد میں کوئی allotment نہیں ہے یعنی یہ نہیں ہے کہ اسی فیصد حکومت یا وہ ادارہ اپنی مرضی سے الاٹ کرے گا۔ اس کی بالکل شفاف قرعہ اندازی ہو گی اور وہ بھی عام آدمی کو ہی ملے گا۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012 , as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be

reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill. Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the Disposal of Land by Development Authorities (Regulation) (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed)

کورم کی نشاندہی

رائے محمد شاہجہان خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں کیونکہ اس وقت ایوان میں کورم نہیں ہے۔

جناب سپیکر: .very sad چلیں، ٹھیک ہے۔ چونکہ کورم کی نشاندہی ہو گئی ہے اس لئے گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

ایوان میں کورم نہیں ہے اس لئے پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔
(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)
گنتی کی جائے۔(اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے لہذا اب کارروائی شروع کی جاتی ہے۔

مسودات قانون

(جو دوبارہ زیر غور لائے گئے)

(۔۔۔جاری)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب زرعی یونیورسٹیاں مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012. Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move!

> "That the message of the Governor in respect of Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21st June 2012, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The message of the Governor in respect of Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012 is taken into consideration at once. Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move!

> "That the Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the

Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Agriculture Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2) (b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR MUHAMMAD HAFEEZ AKHTAR CHAUDHARY: I oppose it, Sir.

CH EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I also oppose it.

MR SPEAKER: Opposed. Carry on please now.

جناب محمد حفیظ اختر چودھری: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پنجاب میں دوسری یونیورسٹیوں میں وائس چانسلر کی age 60 years ہے تو صرف ایگریکلچر یونیورسٹیوں میں age 65 years کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ 65 year کا مطلب یہ ہے کہ وہ 69 age years تک وائس چانسلر رہ سکتا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ صرف ایک وائس چانسلر کو protect کرنے کے لئے اس legislation کی ضرورت پیش آئی جبکہ باقی یونیورسٹیوں میں وائس چانسلر کی age limit 60 years ہے اور اس میں age limit 65 years کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ ایشیاء کی سب سے بڑی ایگریکلچر یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو protect کرنے کے لئے آئین میں یہ ترمیم کی جا رہی ہے۔ یہ وائس چانسلر اُس یونیورسٹی میں چیئرمین کے عہدے پر رہے ہیں، نہ ڈین رہے ہیں لیکن اُنہیں وائس چانسلر لگا دیا گیا۔ میں اُن کا نام نہیں لینا چاہ رہا لیکن اُنہیں protect کرنے کے لئے آئین میں یہ ترمیم کی جا رہی ہے۔ میں وزیر قانون موصوف سے گزارش کروں گا کہ یہ اتنی بڑی زیادتی نہ کی جائے بلکہ اگر legislation کی ضرورت ہے تو وہ تمام یونیورسٹیوں میں وائس چانسلر کی limitage کے حوالہ سے equal ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پاکستان کے اندر تمام سرکاری ملازمین کی retirement age 60 years ہے۔

> Article 25 (1). All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law. (2) There shall be no discrimination on the basis of sex. (3) Nothing in this Article shall prevent the state from making any special provision for the protection of women and children.

جناب سپیکر! چاہئے تو یہ کہ اگر یہ پاکستان کے کسی چھوٹے سے چھوٹے ملازم کو ساٹھ سال سے زیادہ کام نہیں کرنے دیتے تو یقیناً جوڈیشری کو بھی 60سال سے زیادہ کام نہیں کرنا چاہئے اور وائس چانسلرز کو بھی60سال سے زیادہ کام نہیں کرنا چاہئے۔ہاں البتہ اگر یہ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں کی عمر بڑھا دی جائے تو اس کے لئے سپیشل کیڈر کر دیا جائے۔یہ تو اس سے بڑی discrimination ہے کہ باقی تمام یونیورسٹیوں کے لئے کوئی دیگر قانون ہو یا یہ یہاں پر ایسی legislation کر رہے ہوتے کہ تمام یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کی عمر کو65یا70سال کرتے تو شاید کسی حد تک یہ بات قابل غور ہوتی۔

جناب سپیکر! جب اس معزز ایوان کو کسی ایک فرد کو protect کرنے کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اس کو پڑھیں تو اس میں Agriculture Universities ہیں، یہ ایک یونیورسٹی کی بات نہیں ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! کیا یہاں صرف Agriculture Universities ہی ہیں، کیا یہاں Technology University نہیں ہے؟ یہاں UET ہے اور پنجاب یونیورسٹی بھی ہے۔اگر یہ سمجھتے ہیں تو پھر ان سب کے لئے بھی ایسا ہی کیا جاتا۔

جناب سپیکر! اصل میں جب اسمبلی کو tool کے طور پر کسی ایک فرد کے لئے یا افراد کے گروپ کے لئے استعمال کیا جائے تو غلط ہے۔ اس سے پہلے جس طرح اس اسمبلی میں ایک DCO کو accommodate کرنے کے لئے D.C.O's کی تقرری کا جو معاملہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے اندر تھا وہاں شرط یہ تھی کہ 20 گریڈ کا فرد D.C.O ہوگا۔انہوں نے کہا کہ D.C.O لگانے کے لئے کسی گریڈ کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہ مادر پدر آزاد ہیں یہ دوسرے گریڈ کا D.C.O لگا دیں، 21 گریڈ کا لگا

دیں، 22 گریڈ کا لگا دیں یا 10 گریڈ کا لگا دیں صرف ایک فرد کو oblige کرنے کے لئے ایسا کیا گیا جس کو غیر قانونی طور پر انہوں نے DCO لاہور لگایا تھا۔

جناب سپیکر! انہوں نے legislation کی ہے وہ کیوں کی ہے؟ صرف اس لئے کی ہے کہ ایک فرد یا افراد کے ایک گروپ کو protect کرنے کے لئے اس ایوان کو tool کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ اب یہ ایوان as a tool استعمال ہونے کے لئے تیار نہیں ہے۔ یہ discrimination کی انتہا ہے کہ اگر یونیورسٹیوں کے لئے یہ کرنا تھا تو پھر سب کے لئے کرتے۔ اب legislation تو اس حد تک develop ہو چکی ہے کہ لوگ ہر جوڈیشری کے لئے کہتے ہیں کہ ان کی عمر بھی 65 سال سے کم کر کے 60 سال کی جائے۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ مجھے ایک بات بتائیں کہ Do you believe in democracy? اگر میں ایک question put کرتا ہوں اور اس کے جواب میں مجھے majority ہاں میں جواب دیتی ہے تو پھر میں کیا کر سکتا ہوں؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! majority مجھے بات کرنے سے تو نہیں روک سکتی۔

جناب سپیکر: نہیں نہیں۔ یہ بات تو ٹھیک ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ تو مجھے بات کرنے سے روک رہے ہیں۔ Majority یہ Bill تو پاس کر سکتی ہے لیکن یہ مجھے بات کرنے سے تو نہیں روک سکتی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں سے یہ عرض کروں گا کہ یہاں اس معزز ایوان میں کسی غلط فہمی یا غلط اور بے بنیاد information کی بنیاد پر بات نہیں کرنی چاہئے اور اس information کو پہلے verify کرنا چاہئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ تمام یونیورسٹیوں میں وائس چانسلر کی عمر 65 سال تک محدود کی جا رہی ہے۔ اس سے پہلے یہ unlimited تھی۔ Arid University Rawalpindi کا وائس چانسلر پچھلے بارہ سال سے چلا آ رہا ہے، انجینئرنگ یونیورسٹی کے وائس چانسلر کی عمر تقریباً 75 سال سے زائد ہے۔ اس کا پہلے سپریم کورٹ نے notice لیا تھا پھر اس پر باقاعدہ ایک high level Committee بنی۔ یہ کمیٹی سپریم کورٹ کی ہدایات کی روشنی میں بنی اور وائس چانسلر کی عمر کو 65 سال تک محدود کیا گیا ہے۔ یہ پہلے unlimited تھی۔

جناب سپیکر! اس کے بعد یہ فرماتے ہیں کہ زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو accommodate کرنے کے لئے 65 سال عمر کی جا رہی ہے جبکہ زرعی یونیورسٹی کے وائس چانسلر 60 سال سے کم ہیں تو 65 سال عمر کی حد کرنے سے اس کو accommodate کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ جہاں تک اس کی تقرری کا تعلق ہے تو اس کی تقرری through Search Committee ہوئی ہے اور وہ تقرری جنوری 2007 میں ہماری گورنمنٹ کے آنے سے پہلے ہوئی ہے۔ اب اس ترمیم میں صرف عمر کو محدود نہیں کیا جا رہا بلکہ اس کے ساتھ ساتھ Search Committee کا جو concept ہے جو پہلے صرف rules میں تھا اور گورنمنٹ کی مرضی پر تھا کہ وہ اس کمیٹی کے ذریعے selection کرے یا نہ کرے لیکن اب اس کو law کا حصہ بنایا جا رہا ہے اور یہ تمام یونیورسٹیوں میں بنایا جا رہا ہے۔ آج تین زرعی یونیورسٹیوں کے علاوہ University of Health Sciences اور King Edward Medical University کے Bills بھی ہیں۔ ان یونیورسٹیوں میں وائس چانسلرز کا tenure ختم ہو چکا ہے اس لئے ان کے Bills فوری طور پر لائے گئے ہیں باقی تمام یونیورسٹیوں میں بھی عمر کو 65 سال تک limit کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill. Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

> The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Agricultural Universities (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز لاہور مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 16 of 2012). Minister for Law may move the motion for consideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the message of the Governor in respect of the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21-06-2012, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The message of the Governor in respect of the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, is taken

into consideration at once. Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I oppose it.

جناب سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پنجاب کی دوسری تمام یونیورسٹیوں اور University of Health Sciences کے work اور scope میں فرق ہے۔ University of Health Sciences میڈیکل کالجوں کے طالبعلوں کے داخلوں اور امتحانات کے نظام کو دیکھتی ہے۔ یہ پنجاب کے سرکاری اور غیر سرکاری میڈیکل کالجوں کی Degree Awarding University ہے جو پنجاب میں Health Education دے رہے ہیں۔ دوسری طرف King Edward Medical College University بن چکی ہے Degree Awarding Institution ہے۔ انہوں نے اس میں amendment یہ کی ہے کہ یہ یونیورسٹی میں چیف ایگزیکٹو کو ہٹا کر وائس چانسلر مقرر کرنا چاہتے ہیں۔ باقی تمام یونیورسٹیاں students کو پڑھاتی ہیں، اُن کے admission ہوتے ہیں اور باقاعدہ اُن کے scope اور work کے اندر فرق ہے جبکہ یہ یونیورسٹی صرف examination لیتی ہے یا میڈیکل کالجوں کے اندر داخلوں کو monitor کرتی ہے۔ میرے

خیال میں اس یونیورسٹی میں وائس چانسلر کی بجائے چیف ایگزیکٹو ہی ہو تو اس سے کچھ different situationپیدا ہوتی ہے جیسا کہ اِن کے scopeکے اندر فرق ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز نے کلاسوں کا اجراء کیا ہے اس لئے وہاں پر ایجوکیشن کی ترسیل بھی شروع کر دی گئی ہے۔ دوسری بات یہ کہ وائس چانسلر کے ہوتے ہوئے چیف ایگزیکٹو کے تقرر کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر ایسا کیا جائے تو پھر وہاں پر contradictionہوگا۔ چیف ایگزیکٹو کے تمام اختیارات وائس چانسلر ہی استعمال کرے گا۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

"That the University of Health Sciences, Lahore (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودہ قانون (ترمیم) کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012 (Bill No. 17 of 2012). Minister for Law may move the motion for reconsideration of the message of the Governor.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the message of the Governor in respect of the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21-06-2012 be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the message of the Governor in respect of the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly on 21-06-2012 be taken into consideration at once."

Minister for Law may move the motion for reconsideration of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article

116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

CH. EHSAN-UL-HAQ AHSAN NOLATIA: I oppose.

MR SPEAKER: Opposed. Carry on please.

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس میں main amendments کا جو حصہ ہے وہ appointment, reinstatement یا suspension جیسے تمام اختیارات گورنر یعنی چانسلر سے لے کر چیف ایگزیکٹو پنجاب کو دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اب اس میں صوبائی حکومت وضاحت یہ کرتی ہے کہ اٹھارہویں، انیسویں اور بیسویں ترمیم کے تحت اختیارات صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کو دیئے گئے ہیں۔ مجھے معزز لاء منسٹر صاحب یہ بتادیں کہ وہ کون سی شق ہے جس کے تحت یونیورسٹیوں کے Executives کی تقرری کے اختیارات صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کو دیئے گئے ہیں؟ اٹھارہویں اور انیسویں ترمیم پر implementation کے لئے ایک Implementation Commission بنا ہے اُس Implementation Commission کی سفارشات ہیں جن کی روشنی میں Provincial Subjects صوبوں اور Federal Subjects وفاق کو دیئے گئے ہیں۔ اب یہ اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یونیورسٹیوں کا چانسلر گورنر ہوگا لیکن اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ چانسلر کے پاس وائس چانسلر کی تقرری کا اختیار ہوگا یا نہیں ہوگا۔ اگر معزز لاء منسٹر صاحب اس بات پر بضد ہیں تو کم از کم Implementation Commission کی رپورٹ ضرور بتائیں جس نے وائس چانسلر کی تقرری کے اختیارات چانسلر سے صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کو دیئے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ اٹھارہویں اور انیسویں ترمیم کے اندر اگر ایسی کوئی شق ہے تو اُس کی بھی وضاحت فرمادیں۔ تیسرا انہوں نے اس Bill کے ذریعے Treasurer کی post کے اختیارات بھی وائس چانسلر کو شفٹ کئے ہیں جو غالباً اس سے پہلے

چانسلر کے پاس ہوا کرتے تھے۔ لاء منسٹر صاحب اِن دونوں باتوں کی وضاحت کر دیں کہ ہمارے خادمِ اعلیٰ اختیارات کی اتنی ہوس کیوں رکھتے ہیں؟ شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نولاٹیا صاحب کے شاید علم میں نہیں ہے کہ یہ Constitutional controversy پچھلے دو سال میں تقریباً تین مواقع پر عدالت عالیہ اور عدالت عظمیٰ میں لائی گئی۔ پنجاب کے جو پہلے گورنر رہے ہیں انہوں نے اور موجودہ گورنر نے بھی از خود ہی اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ ہم یونیورسٹیوں کے معاملات میں advice of the Chief Minister پابند نہیں ہیں اور انہوں نے یونیورسٹیوں کے وائس چانسلر کی تقرری میں اپنی من مانی شروع کر دی اور وزیر اعلیٰ کی advice کے برعکس وائس چانسلر کی تقرریاں کیں۔ یہ معاملہ ہائیکورٹ میں گیا اور ultimately سپریم کورٹ سے decide ہوا اور اُس فیصلے میں آئین کے متعلقہ Articles کی تشریح کرتے ہوئے سپریم کورٹ اور ہائیکورٹ نے یہ decide کیا کہ Governor as Chancellor is bound to act on the advice of the Chief Minister جس کی بنیاد پر یہ ساری amendments ہوئیں۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> "That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly and returned by the Governor under Article 116(2)(b) of the Constitution, be reconsidered by the Assembly in the light of the message of the Governor."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Since the motion for reconsideration of the Bill has been carried and no specific amendment has been proposed in any Clause of the Bill, Minister for Law may move the motion for passage of the Bill.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr. Speaker! I move:

> "That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

The motion moved and the question is:

> "That the King Edward Medical University (Amendment) Bill 2012, as originally passed by the Assembly be passed again."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

(نعرہ ہائے تحسین)

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون انفارمیشن ٹیکنالوجی یونیورسٹی پنجاب مصدرہ 2012

MR SPEAKER: Now, we take up the Information Technology University of the Punjab Bill 2012 (Bill No. 18 of 2012). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once.

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! point of clarification

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! جو بل سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا گیا تھا وہ ٹیکنالوجی یونیورسٹی سیالکوٹ کا بل تھا اور جب وہاں سے واپس آیا تو انفارمیشن ٹیکنالوجی کے نام تھا۔ وزیر قانون صاحب اس کی وضاحت فرمادیں کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی اور ٹیکنالوجی میں کوئی فرق سمجھتے ہیں؟

جناب سپیکر! وہ بل بنیادی طور پر ٹیوٹا(TEVTA) کے اداروں میں سے ایک ادارہ یونیورسٹی کے طور پر بنایا گیا تھا جو کہ انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کو جانا چاہئے تھا کیونکہ ٹیوٹا(TEVTA) کے معاملات صوبائی حکومت کا محکمہ انڈسٹری deal کرتا ہے۔ اب ٹیکنالوجی یونیورسٹی کا بل سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا گیا تو اسے ہائرایجوکیشن کو بھیج دیا گیا۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ صوبے کے اندر ایک علیحدہ ڈیپارٹمنٹ ہے تو معزز وزیر قانون صاحب یہ فرمادیں کہ انفارمیشن ٹیکنالوجی ہائرایجوکیشن اور انڈسٹری ڈیپارٹمنٹ کے scope of work میں کیا فرق ہے، کیا ایک ڈیپارٹمنٹ کا بل سٹینڈنگ کمیٹی میں جاکر دوسرے ڈیپارٹمنٹ کے طور پر پاس ہو کر آسکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، راناصاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثنا اللہ خان): جناب سپیکر! اس کا parent department ہائر ایجوکیشن ہی تھا اور ہے۔ جہاں تک اس میں سٹینڈنگ کمیٹی کے اختیارات کی بات کرنے کے متعلق یہ بات کر رہے ہیں تو اس سٹینڈنگ کمیٹی میں نولاٹیا صاحب کی جماعت یا اپوزیشن well represented تھی۔ اگر انہیں کوئی اعتراض تھا تو وہاں پر کرنا چاہئے تھا۔ اب سٹینڈنگ کمیٹی نے اس میں جو amendment propose کی ہے وہ Clause 4 میں ہے اور جب Clause 4 under consideration آئے گی تو میں اس پر move کروں گا۔

MR SPEAKER: Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Education, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. Minister for Law may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That in Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Education, in para (a) for the words "the Information Technology University of the

Punjab" occurring in line one, the words "Information Technology" be substituted."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Education, in para (a) for the words "the Information Technology University of the Punjab" occurring in line one, the words "Information Technology" be substituted."

The amendment moved and the question is

"That in Clause 4 of the Bill as recommended by Standing Committee on Education, in para (a) for the words "the Information Technology University of the Punjab" occurring in line one, the words "Information Technology" be substituted."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 4 of the Bill, as amended do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now, Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now, Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

وزیر قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناءاللہ خان):جناب سپیکر!اس میں میری ایک amendment ہے۔

MR SPEAKER: Now, Clause 11 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law. Minister for Law may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker I move:

"That in Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (1) for the word "sixty", occurring in line one, the words "sixty five" be substituted.

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (1) for the word "sixty", occurring in line one, the words "sixty five" be substituted .

نولاٹیا صاحب! چلنے دیں۔

چودھری احسان الحق نولاٹیا: جی، چلنے دیں۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That in Clause 11 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in sub-clause (1) for the word "sixty", occurring in line one, the words "sixty five" be substituted.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, the question is:

"That Clause 11 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now, Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now, Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now, Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now, Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.”

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now, Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now, Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now, Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now, Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now, Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now, Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now, Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now, Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now, Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now, Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now, Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now, Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR SPEAKER: Now, Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 29

MR SPEAKER: Now, Clause 29 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 29 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 30

MR SPEAKER: Now, Clause 30 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 30 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 31

MR SPEAKER: Now, Clause 31 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 31 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 32

MR SPEAKER: Now, Clause 32 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 32 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 33

MR SPEAKER: Now, Clause 33 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 33 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 34

MR SPEAKER: Now, Clause 34 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 34 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 35

MR SPEAKER: Now, Clause 35 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 35 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 36

MR SPEAKER: Now, Clause 36 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 36 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 37

MR SPEAKER: Now, Clause 37 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 37 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 38

MR SPEAKER: Now, Clause 38 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 38 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Time is extended for 10 minutes.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as amended, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as amended, be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Information Technology University of the Punjab Bill 2012, as amended, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill, as amended, is passed.)

مسودہ قانون(دوسری ترمیم)پنجاب گورنمنٹ سرونٹس ہاؤسنگ فاؤنڈیشن مصدرہ2012

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Government Servants Housing Foundation (2nd Amendment) Bill 2012 (Bill No.11 of 2012). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the question is:

> "That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now, Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now, Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now, Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now, Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Government Servants Housing Foundation (Second Amendment) Bill 2012 be passed.

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب کورٹ آف وارڈز مصدرہ 2012

MR SPEAKER: First reading starts. Now, we take up the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012 (Bill No.5 of 2012). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012, as recommended by the Standing Committee on Revenue, Relief and Consolidation, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading start. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Court of Wards (Amendment) Bill 2012 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011 (Bill No.47 of 2011) Minister for Law!

قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ (2)225 کے تحت مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب سول سرونٹس مصدرہ 2011 کے تسلسل کے لئے خصوصی حکم کی تحریک

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS

(Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That a special order be made under Rule 225 (2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That a special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011."

The motion moved and the question is:

"That the special order be made under Rule 225(2) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997, for the continuance of the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011."

(The motion was carried.)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب سول سرونٹس مصدرہ 2011

MR SPEAKER: Now, first reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration, be taken into consideration at once."

وقت 20 منٹ کے لئے مزید بڑھایا جاتا ہے۔

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011, as recommended by the Standing Committee on Services

and General Administration, be taken into consideration
at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now, third reading starts. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS (Rana Sana Ullah Khan): Mr Speaker! I move:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011
be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2011 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 19۔جولائی 2012 صبح 10 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔